مسلسل اشاعت کا پچیسواں سال

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل

اسلامی جمہوریہ پاکستان
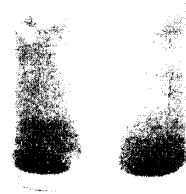
مسلسل اشاعت کا پچیسواں سال

ماہنامہ — سلور جوبلی سال — کراچی

معارفِ رضا

شمارہ نمبر 9 جلد نمبر 25 ذی القعدہ ۱۴۲۶ھ/ دسمبر ۲۰۰۵ء

ہدیہ فی شمارہ:	=/20 روپے
سالانہ:	عام ڈاک سے: -/150
	رجسٹرڈ ڈاک سے: -/300
بیرون ممالک:	-/10 ڈالر سالانہ
لائف ٹائم ممبر شپ:	-/300 ڈالر

دائرے میں سرخ نشان ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے۔ زرِ تعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

نوٹ: رقم دستی یا منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارفِ رضا" ارسال کریں، چیک قابلِ قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214۔ حبیب بینک لمیٹڈ پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار/ مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

25۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی 74400۔ پوسٹ بکس نمبر 489
فون: 0091-21-2725150 فیکس: 0091-21-2732369
ای۔میل: marifraza_karachi@yahoo.com
ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا)

فہرست عنوانات

''مقالہ نگار حضرات اپنی نگارشات ہر انگریزی ماہ کی ۱۰ ر تاریخ تک ہمیں بھیج دیا کریں، مقالہ تحقیقی، مع حوالہ جات ہو، ۵ رصفحات سے زیادہ کا نہ ہو، کسی دوسرے جریدہ یا ماہنامہ میں شائع شدہ نہ ہو۔ اس کی اشاعت کا فیصلہ ادارے کی مجلسِ تحقیق وتصنیف کرے گی۔'' (ادارتی بورڈ)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

کلام: امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسادیئے ہیں

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھادیئے ہیں روتے ہنسادیئے ہیں

اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مُردے جلادیئے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلادیئے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جمادیئے ہیں

آنے دو یا ڈبودو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہی پہ چھوڑی لنگر اٹھادیئے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہادیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہادیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھادیئے ہیں

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا

کلام: علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی علیہ الرحمۃ

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا
ہند تو ہند عرب میں ہوا شہرہ تیرا

نام اعلیٰ ہے ترا حضرتِ اعلیٰ تیرا
کام اولیٰ ہے ترا اے شہِ والا تیرا

کارِ تجدید ادا کرتا تھا خامہ تیرا
سر پہ باطل کے اٹھا کرتا تھا تیغا تیرا

نسبتِ آلِ رسولی بھی عجب نسبت ہے
غوث تک لے گیا تجھ کو یہ وسیلہ تیرا

اس صدی کا تو مجدد، تو زمانے کا امام
اہلِ حق چلتے ہیں جس پر وہ ہے رستہ تیرا

تجھ کو اللہ نے ہر فضل عطا فرمایا
کون سا علم کہ جس میں نہیں حصہ تیرا

ہر جگہ منظرِ اسلام نظر آتا ہے
تیرا گھر، کوچہ و بازار محلّہ تیرا

مسلکِ حق کی ضمانت ہے ترا نام رضا
شانِ تحقیق ادا کرگیا خامہ تیرا

مصطفیٰ کا ترے خادم ترے حامد کا غلام
خوشتر بندۂ دربار ہے تیرا تیرا

اپنی بات

بابائے قوم محمد علی جناح کے خلاف دارالعلوم دیوبند کے مہتمم کی ہرزہ سرائی

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

ایک اخباری اطلاع کے مطابق بھارت میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولوی مرغوب الرحمٰن صاحب نے بابائے قوم محمد علی جناح کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے ان کے سیکولر ہونے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں یہ گستاخانہ الفاظ استعمال کیے:

''ہماری نظر میں وہ (بابائے قوم محمد علی جناح) مسلمان بھی نہیں تھے، وہ نہ تو نماز پڑھتے تھے، نہ ہی روزہ رکھتے تھے، انہوں نے ہندوستان کو تقسیم کرایا، جبکہ دارالعلوم دیوبند نے ہمیشہ ملک کی تقسیم کی مخالفت کی۔''

اگر دیوبند کے مہتمم صاحب کے ان کلمات کو کفر کا ایک فتویٰ سمجھا جائے، جیسا کہ الفاظ سے ظاہر ہے، تو ارکانِ اسلام کی ایک نئی تحقیق سامنے آتی ہے جو یقیناً مہتمم صاحب کی بدعتِ سیئہ ہے۔ اب تک ہم یہی سنتے، پڑھتے چلے آرہے ہیں کہ ارکانِ اسلام پانچ ہیں:

۱۔ کلمۂ توحید و رسالت ۲۔ صلوٰۃ (نماز)

۳۔ روزہ ۴۔ زکوٰۃ ۵۔ حج

لیکن مہتمم صاحب نے کسی ملک کی سیاسی تقسیم نہ کرنے کو بھی اسلام کا رکن ٹھہرایا ہے۔ انہوں نے بابائے قوم کو مسلمان نہ ماننے کی تین وجوہ بتائی ہیں:

۱۔ وہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔

۲۔ وہ روزہ نہیں رکھتے تھے اور

۳۔ وہ ہندوستان کی (سیاسی) تقسیم کے قائل و فاعل تھے۔

آج دنیا میں جتنے بھی اسلامی ممالک ہیں ان میں اکثریت ان ممالک کی ہے جو عظیم اسلامی سلطنت، سلطنتِ ترکیہ کی تقسیم در تقسیم سے وجود میں آئے۔ تو اب مفتیانِ دیوبند خصوصاً مہتمم صاحب موصوف کا ان ممالک خاص کر سعودی عرب کے معرضِ وجود میں لانے والے زعماء کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟ پھر اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں سلطنتیں بنتی، ٹوٹتی، پھیلتی اور سکڑتی رہیں۔ خود ہندوستان کی تاریخ ملاحظہ فرمائیں تو مختلف اسلامی ادوار میں سلطنتوں کے نقشے مختلف رہے۔ سندھ اور صوبۂ بلوچستان کا علاقہ ہندوستان سے باہر رہا اور شمالی پاکستان کا علاقہ اکثر افغانستان میں شامل رہا۔ تو کیا دیوبند کے ان مولوی صاحب کے اس فتویٰ کے مطابق تمام بانیانِ مسلم سلطنت اور ان کا ساتھ دینے والے کافر ٹھہرتے ہیں؟ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

ہم مہتمم صاحب کی اس سادگی پر علامہ اقبال کے الفاظ میں (جو علامہ صاحب نے ان کے بڑوں کے لئے کہے تھے اور آج بھی حسبِ حال ہیں) یہی عرض کر سکتے ہیں ۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است!
سرود برسرِ منبر کہ دین از وطن است
چہ بے خبر زمقامِ محمدِ عربی است

ہم اہلِ سنت و جماعت کو دارالعلوم دیوبند کے مہتمم کے ان خیالات پر زیادہ تعجب نہیں ہوا، کیونکہ یہ پہلی بار نہیں ہے کہ ان لوگوں

نے بانیِ پاکستان کو مسلمان ماننے سے انکار کیا ہو بلکہ تحریکِ پاکستان کی جدوجہد کی ابتداء ہی سے دیوبندی اکابر علماء نے ان پر کفر کے فتوے لگانے شروع کردیئے تھے اور انہیں ''کافرِ اعظم'' کے خطاب سے نوازا گیا۔ تحریکِ پاکستان کے تاریخی ریکارڈ اور اس زمانے کے اخبارات کی فائل اس بات کی گواہ ہے کہ کانگریس کے ہر جلسہ میں دیوبندی اور احراری علماء کی تقریر پاکستان اور قائدِ اعظم کے خلاف اس ہرزہ سرائی پر ختم ہوتی تھی۔

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائدِ اعظم ہے کہ ہے ''کافرِ اعظم''

حیرت کی بات ہے کہ جب تک بانی پاکستان محمد علی جناح ایک قومی نظریہ کے حامی رہے تو ان دیوبندی علماء کو ان میں کوئی خامی، کوئی نقص نظر نہیں آیا لیکن جیسے ہی انہوں نے علامہ اقبال اور امام احمد رضا محدثِ بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلفاء و متوسلین علماء، حضرت محمد حامد محدث کچھوچھوی، حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی، مجددِ عصرِ حاضر، مفتیِ اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور دیگر اکابرین کی ۱۹۲۵ء سے آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے چلائی گئی دوقومی نظریے کی تحریک سے متاثر ہوکر ''ہندو مسلم دو علیحدہ قومیں ہیں'' کا نعرۂ مستانہ بلند کیا اور اکابر علمائے اہلِ سنت کی حمایت سے مسلمانانِ ہند کے لئے ایک علیحدہ وطن پاکستان کے حصول کی تحریک چلانے کا اعلان کیا، تو کانگریس نواز اور ہندو پرست دیوبندی علماء ہاتھ دھوکر بابائے قوم اور علامہ اقبال کے پیچھے پڑگئے اور دونوں پر کفر کے فتوے لگے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیاسی میدان میں کانگریسی ہندو زعماء اور ان کی جوتیوں میں بیٹھنے والے اور ان کے دسترخوان کا پس خوردہ کھانے والے دیوبندی علماء کی فوج کو جو ہزیمت اٹھانی پڑی اس کا بدلہ لینے کے لئے یہ حضرات بانیِ پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور انہوں نے آج تک پاکستان بنانے کے ''جرم'' کو معاف نہیں کیا۔ جہاں تک بانیِ پاکستان کے مسلمان ہونے کا تعلق ہے اس کے لئے مفتیانِ دیوبند سے کسی سند کی ضرورت نہیں، البتہ اگر کوئی بانیِ پاکستان کے عقیدہ و مسلک کے بارے میں علمی اور تحقیقی انداز میں حقائق جاننے کا خواہاں ہے تو وہ عصرِ حاضر کے مایۂ ناز قلمکار اور محقق حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری زید مجدہٗ (برہان پور، اٹک) کی تصنیف ''قائدِ اعظم کا مسلک'' کا مطالعہ کرسکتا ہے۔

مہتمم دیوبند کے اس اخباری بیان نے پاکستان کے دیوبندی علماء کی ان تمام نام نہاد تحقیقات پر پانی پھیر دیا اور ان کی ان تمام نگارشات اور دعووں کی نفی کردی کہ جس میں انہوں نے نہایت شدّ ومد کے ساتھ واضح تاریخی حقائق کے خلاف یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ پاکستان کی مملکت خداداد کا قیام دراصل علمائے دیوبند کا کارنامہ ہے۔ اپنی مرضی کی تاریخ سازی کی یہ مہم انہوں نے قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ہی سے شروع کررکھی تھی۔

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم کی ہرزہ سرائی اس مملکتِ خداداد پاکستان کے حکمرانوں کے لئے بھی لمحۂ فکریہ ہے۔ علمائے دیوبند اور ان کے مکتبۂ فکر کے پاکستانی علماء و دانشور قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک اپنی دورُخی پالیسی کی بناء پر حکومتِ پاکستان کے فراخدلانہ رویہ کا ناجائز فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اس وقت تک پاکستان اور بیرونِ پاکستان جو دہشت گردی کی وارداتیں ہوئیں یا ہو رہی ہیں، ان میں دیوبندی مکتبۂ فکر ہی کی تنظیمیں مثلاً سپاہِ صحابہ، سپاہِ جھنگوی، لشکرِ طیبہ، جیش محمدی وغیرہ بلکہ بعض بین الاقوامی میڈیا کے مطابق ان کے بعض بڑے مدارس اور اس کے افراد بھی ملوث پائے گئے ہیں اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، لیکن یہ بھی اس ملک کی تاریخ کا ایک المیہ ہے کہ بایں ہمہ خرابی بسیار، سب سے زیادہ حکومتی مراعات یافتہ

طبقہ یہی رہا ہے، جبکہ سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت من حیث الجماعت، دوقومی نظریہ کے داعی اور تحریکِ پاکستان میں مسلم لیگ کے سو فیصد حمایتی و معاون دستہ اور ملک میں سب زیادہ امن پسند طبقہ ہونے کے باجود ہر حکومت کی ناانصافی کا ہدف بنا رہا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب ان دیوبندی علماء کو یہ محسوس ہو گیا کہ اب پاکستان کا قیام ضروری اور یقینی ہے تو ذاتی اور گروہی مفاد کے حصول کے لئے ان کے محض چند علماء نے سیاست کھیلی اور دنیا اور خصوصاً مسلم لیگی قیادت کو یہ باور کرانے کے لئے کہ ہم پاکستان کے سچے حمایتی ہیں، اپنے مادرِ علمی سے بغاوت کا شوشہ چھوڑا اور مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کرڈالا۔ اس حقیقت کی تصدیق مولانا حسن مثنّٰی ندوی صاحب کے ایک بیان سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے راقم کے ایک سوال کے جواب میں ادارہ کے مدیر پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی موجودگی میں اپنی زندگی کے آخری دنوں میں دیا تھا جب ہم ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی کنز الایمان پر لکھی ہوئی پی۔ ایچ۔ ڈی کے تھیسس پر ایک نظر ڈالنے کے لئے ان کے گھر گئے تھے۔ دورانِ گفتگو ایک ضمناً سوال تھا کہ قیامِ پاکستان کے قریب دارالعلوم دیوبند کے چند علماء کا پاکستان اور بانی پاکستان کے متعلق اچانک اپنا موقف تبدیل کرنے اور مسلم لیگ کی حمایت کا کیا سبب اور محرکات تھے۔ انہوں نے فرمایا اور یہی چیز نوٹ کرنے کی ہے کہ جب پاکستان کا قیام یقینی ہو گیا تو مولانا ظفر احمد انصاری نے، جو اس وقت دلّی مسلم لیگ کے سیکریٹری جنرل تھے، انڈین سول سروس کے ایک مسلمان آفیسر (جو غالباً اس وقت دلّی میں کسی اہم عہدے پر فائز تھے) کی ایماء پر مولانا راغب حسن کلکتوی سے ملے اور مشورہ کیا کہ پاکستان کا قیام تو اب ناگزیر ہے اور تمام علمائے دیوبند کانگریس کے حامی اور مسلم لیگ کے خلاف ہیں، لہٰذا جلد کچھ کیا جائے تاکہ پاکستان بن جانے کے بعد نیشنلسٹ علماء کو پاکستان میں سر اٹھا کر چلنے اور وہاں کی سیاست و معیشت میں فعال کردار ادا کرنے کا موقع اور حوصلہ ملے۔ جناب مولانا راغب حسن کلکتوی نے علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب سے ملاقات کی۔ ان کے ساتھ کلکتہ ہی کے عالم مولانا آزاد سبحانی بھی تھے۔ طے یہ ہوا کہ براہِ راست مسلم لیگ میں شامل ہونے کی بجائے جمعیت علمائے ہند کے مقابلہ میں علماء کی ایک علیحدہ جماعت ''جمعیت علمائے اسلام'' کے نام سے بنائی جائے جو جمعیت علمائے ہند سے علیحدگی اختیار کرنے والے علماء پر مشتمل ہو اور اس میں کچھ غیر جانبدار قسم کے علماء بھی شامل کئے جائیں پھر جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے مسلم لیگ اور قائدِ اعظم کی حمایت کا اعلان کیا جائے۔ بقول مولانا حسن مثنّٰی ندوی (برادرِ اصغر مولانا جعفر پھلواری) یہ تمام اسکیم آل انڈیا مسلم لیگ کے اس وقت کے سیکریٹری جنرل خان لیاقت علی خاں کے علم میں تھی، جسے انہوں نے خفیہ رکھا۔

اس طرح مولانا ظفر احمد انصاری صاحب نے نہ صرف علامہ شبیر احمد عثمانی کے لئے مسلم لیگی قیادت خصوصاً قائد اعظم کے قرب کی راہ ہموار کی اور انہیں مسلم لیگ کی صفِ اول میں جگہ دلوانے کا اہتمام کیا بلکہ دیگر بہت سے کانگریسی دانشور اور علماء کی پاکستان بھاگ آنے اور جو تقسیم سے پہلے ہی یہاں موجود تھے، ان کے اس سرزمین پر سیاسی اور فکری طور پر متحرک ہونے کی راہ ہموار کی۔ یہ سارا پسِ منظر ہے چند کانگریسی علماء کے آخری وقتوں میں تحریکِ پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت کا۔ انہوں نے پاکستان کے قیام کے فوراً بعد مدارس اور مساجد کے نام پر حکومتِ وقت سے بڑی بڑی زمینیں، بلڈنگیں الاٹ کروا کر اور بعض متروکہ جائداد پر غاصبانہ قبضہ کر کے پاکستان کی حمایت کی قیمت وصول کی اور کسی نہ کسی صورت میں آج تک کر رہے ہیں، کیونکہ اسٹیبلشمنٹ میں ان کے اہل کار موجود ہیں۔ قیامِ پاکستان کے وقت بھی اس وقت کا اسٹیبلشمنٹ ہی تھا جس نے دارالعلوم دیوبند اور ہندوستان سے بھاگ کر آنے والی کانگریسی شخصیات کو بڑے بڑے منصب دلوائے۔ یہ اس وجہ سے بھی ہوا کہ فرنگیوں نے اپنے دور میں اسٹیبلشمنٹ کے اندر جو مسلمان اہل کار ملازم رکھے تھے وہ اپنے مفاد و مقاصد کو پورا کرنے کے لئے رکھے تھے۔ دارالعلوم دیوبند شروع ہی

سے انگریزوں کے پسندیدہ اداروں (Good Books) میں تھا جس کا دستاویزی ثبوت اس وقت کے مہتمم دارالعلوم مولوی محمد احمد ابن مولوی قاسم نانوتوی کا وہ تاریخی خطبۂ استقبالیہ ہے جو انہوں نے سر جیمس مسٹن، انگریز گورنر یوپی کی خدمت میں ۲۷ ستمبر ۱۹۱۵ء کو پیش کیا تھا۔ واضح ہو کہ یہ سر جیمس مسٹن وہی ہے جس نے کانپور کی مچھلی بازار کی مسجد سے ایک حصہ کو پولس کی سنگینوں کے سائے میں توڑ کر پھینکوادیا تھا اور مسلمانوں کی درخواست اور التجاء کو درخور اعتنا نہ سمجھا تھا۔ اس خطبہ میں انہوں نے حکومتِ برطانیہ کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور انہیں برٹش گورنمنٹ کی طرف سے ''شمس العلماء'' کا خطاب اور خصوصی تعریفی سند مرحمت کرنے پر حکومتِ برطانیہ کا شکریہ ادا کیا تھا۔

مشہور محقق جناب ڈاکٹر سلمان شاہجہاں پوری جو نظریاتی اعتبار سے انہی حضرات کے ہم مسلک ہیں، انہوں نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ ''مولانا عبید اللہ سندھی کا دیوبند سے اخراج......... پسِ منظر کے واقعات پر ایک نظر'' (جو ماہنامہ الولی حیدر آباد، سندھ، اگست ۱۹۹۱ء تا نومبر ۱۹۹۱ء میں قسط وار شائع ہوا) میں مذکورہ خطبۂ استقبالیہ اور دیگر دستاویزی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ ''دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا محمد احمد ابن مولانا قاسم نانوتوی برٹش اسٹیبلشمنٹ کے آدمی تھے اور ان کو انگریزوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے خدمات بجالانے کے اعتراف میں ''شمس العلماء'' کا خطاب اور تعریفی سند عطا کی گئی۔'' ڈاکٹر شاہجہان پوری صاحب نے مذکورہ خطبۂ استقبالیہ کا طویل تجزیاتی جائزہ پیش کیا ہے۔ مہتمم دیوبند محمد احمد صاحب کے اس جملہ پر کہ ''(انگریز گورنر کو ہدیۂ تشکر پیش کرنے کے لئے حاضر ہونا اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے) ہم جیسے بوریہ نشینوں کو یہ دیکھنا نصیب ہوا کہ ''گم نامی اور تاریکی کے قعرِ مذلت'' سے نکل کر شاہوں کے حضور میں جذباتِ تشکر و ممنونیت پیش کرنے کی ''سعادت'' حاصل ہوئی''، تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''غور فرمائیے یہ (دیوبندی) حضرات نصیب کی یاوری پر فخر کررہے ہیں اور کس زندگی کو ''گم نامی اور تاریکی کی قعرِ مذلت'' قرار دے رہے ہیں؟ علوم وفنونِ اسلامی کی تعلیم و تدریس اور اس کی اشاعت کو؟ صبح و شام ''قال اللہ و قال الرسول'' (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ورد کو اور اعمالِ اسلامی کو؟ اور کس چیز کو ''باعثِ ممنونیت و سعادت'' قرار دے رہے ہیں؟ (انگریزوں کی خوشامد اور غلامی کو؟) مزید حیرت اس بات پر ہے کہ ان کے اخلاف کا دعویٰ ہے کہ ملک کی آزادی کی جنگ میں ان کا حصہ ہے اور پاکستان کا قیام ان کی کوششوں کا رہینِ منّت ہے۔''

آگے چل کر ایک اور جگہ ڈاکٹر شاہجہان پوری صاحب نہایت واضح الفاظ میں دیوبند کے مہتمم کو انگریزوں کا ایجنٹ قرار دے رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''شمس العلماء'' مولانا محمد احمد (جنہیں خطبۂ استقبالیہ میں مسلمانوں کا لیڈر قرار دیا گیا ہے) انگریزوں کے دوست تھے، دشمن نہیں۔ ریشمی رومال سازش کیس کی ڈائریکٹری میں انہیں انٹیلی جینس نے ''حکومت کا وفادار'' اور ''شریف آدمی'' لکھا۔ ان کی (انگریز) وفاداری کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوگا۔''

اور مزید سنئے: ڈاکٹر سلمان شاہجہان پوری اسی مضمون میں لکھتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند کے نامور عثمانی خاندان کے افراد مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی، مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی اور علامہ شبیر احمد عثمانی کے روابط بھی گورنر یوپی سر جیمس مسٹن کے ساتھ مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار تھے، حتیٰ کہ مشہور شخصیت جناب شیخ اشرفعلی تھانوی صاحب اور ان کے بھائی کا انگریز اسٹیبلشمنٹ اور انٹیلی جینس ڈیپارٹمنٹ سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ مذکورہ حضرات نے ''ریشمی رومال تحریک'' کو سخت نقصان پہنچایا، چونکہ یہ حضرات اس کی خفیہ میٹنگوں میں شریک ہوتے تھے، انہوں نے ہر مرحلہ کی رپورٹ انگریز حکومت کی انٹیلی جینس کو پہنچا کر اس کو پنپنے سے پہلے ہی سبوتاژ کردیا۔ انجام کار اس کے تمام اہم کردار

اس تحریک کے فعال ہونے سے پہلے ہی گرفتار کر لئے گئے۔ مزید حیرت انگیز بات یہ ہے کہ دیوبندی علماء واسکالرز اپنے عظیم عالم اشرفعلی تھانوی صاحب کے بابائے قوم کے نام لکھے گئے جس خط کو علمائے دیوبند کی تحریکِ پاکستان میں مثبت کردار کے ثبوت کے لئے بطورِ سند استعمال کرتے چلے آئے ہیں وہ بھی انہی کے ایک محقق جناب پروفیسر محمد شمیم غازی تھانوی، مقیم کراچی، کی تحقیق کے مطابق قطعی جعلی ہے۔ موصوف کی تحقیق کے مطابق اس کا خط (تحریر)، اسلوبِ تحریر، دستخط، قلم جس سے یہ خط لکھا گیا، سیاہی جو قلم میں استعمال کی گئی سب کی سب Fake (بناوٹی) ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بابائے قوم، مسلم لیگ اور اس وقت کے اربابِ بست وکشاد اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مستقبل کے مؤرخ کو دھوکہ دینے کی ایک قابلِ نفریں حرکت تھی۔

پھر مسند نشینِ سجادۂ تبلیغ وارشاد اور صاحبانِ جبّہ و دستار سے اس کا صدور! ایک نا قابلِ یقین امر ہے، لیکن کیا کیجئے کہ اپنوں ہی نے پردہ دری کی ہے اور حقیقت کو تسلیم کئے بغیر چارہ بھی نہیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اخبار روزنامہ جنگ، کراچی۔ مورخہ ۲۴ر اپریل ۲۰۰۵ء، کالم ''روزنِ دیوار سے''۔ کالم نگار: عطاء الحق قاسمی)

ان شواہد کی بنیاد پر ظاہر ہے کہ قیامِ پاکستان کے وقت جو متوقع (Shadow) اسٹیبلشمنٹ چنا گیا تھا لازماً اس میں دیوبندی اور یونینسٹ (تارا سنگھ اور کانگریس نواز) گروپ سے ہمدردی رکھنے والے خاصی تعداد میں تھے۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب ۴۶-۱۹۴۵ء کے عرصہ میں پنجاب کے یونینسٹ (کانگریس نواز پارٹی کے) حکمرانوں کو یہ یقین ہو گیا کہ پاکستان کا قیام ناگزیر ہے تو وہ لوگ دھڑا دھڑ مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے۔ (آج تک مسلم لیگ انہی یونینسٹوں کی اولادوں کی اسی توڑ پھوڑ کا شکار ہے، جب مسلم لیگ حکومت میں ہوتی ہے تو لوگ دھڑا دھڑ شریک ہونے لگتے ہیں اور حکومت ختم ہوتے ہی اپنا راستہ بدل دیتے ہیں)۔ قیامِ پاکستان کے وقت مسلم لیگی قیادت کے گرد جو چند دیوبندی علماء کی شخصیات نظر آتی ہیں وہ انہی حضرات کے سمجھائے بجھائے اور لائے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے ایک طرف تو مسلم لیگی قیادت کو ممنون کیا کہ دیکھئے جناب کس قدر معروف دیوبندی اور کانگریسی شخصیات کو ہم توڑ کر لائے ہیں دوسری طرف انہیں انعام بھی دلوایا کہ جناب انہیں صفِ اول (فرنٹ سیٹ) میں جگہ دیں اور ان کو جا و بے جا مراعات دے کر ان کی تالیفِ قلب کریں۔

اس سے زیادہ افسوسناک اور حیرت ناک بات یہ ہے کہ پاکستان کے الیکٹرونک پرنٹ میڈیا نے (سوائے نوائے وقت کے) دار العلوم دیوبند کے دریدہ دہن مہتمم کی ہرزہ سرائی کا کوئی نوٹس نہیں لیا حتیٰ کہ انگریزی روزنامہ ڈان نے، جس کے صفحۂ اول پر'' قائم کردہ بابائے قوم قائدِ اعظم محمد علی جناح'' لکھا ہوا ہوتا ہے، اس واقعہ کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ البتہ اردو روزنامہ ''نوائے وقت'' نے اپنی ۲۹ر اگست کی اشاعت میں اس پر بھرپور اداریہ لکھا ہے جو ہم اس کے شکریہ کے ساتھ اپنے قارئین کرام کے لئے پیش کر رہے ہیں اس مطالبہ کے ساتھ کہ حکومتِ پاکستان اس کا سخت نوٹس لیتے ہوئے دار العلوم دیوبند کے مہتمم اور اس کی انتظامیہ سے مطالبہ کرے کہ وہ پاکستانی قوم خصوصاً مسلمانانِ پاکستان سے معافی مانگیں اور اپنی توبہ کا اعلان کریں بصورت دیگر ان کے علماء کی پاکستان میں داخلہ پر پابندی لگادی جائے۔ پاکستان کے دونوں ایوانوں قومی اسمبلی اور سینیٹ سے دار العلوم دیوبند اور اس کے مہتمم کے خلاف قراردادِ مذمت پاس کی جائے اور حکومتِ ہند کو انتباہ کیا جائے کہ اس قسم کے اخباری بیانات سے دونوں ملکوں کے درمیان جاری امن مذاکرات متاثر ہو سکتے ہیں۔ بڑھتے ہوئے دوستانہ تعلقات کو نقصان پہنچ سکتا ہے، ہندوستانی میڈیا کو بانیٔ پاکستان کے خلاف نازیبا بیان بازی نشر کرنے سے روکا جائے۔ کاش کہ مدیر نوائے وقت جناب مجید نظامی صاحب زید مجدہٗ مزید جرأت سے کام لیتے ہوئے آل انڈیا سنّی کانفرنس اور ان جید علمائے اہلِ سنت کا اشارۃً ذکر کرنے کی بجائے کھل کر نام لیتے کہ جنہوں نے مسلم لیگ سے بہت قبل دوقومی نظریے کی تحریک چلا رکھی تھی اور وہ جنہوں نے بعد میں یہی موقف اختیار کرنے پر مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا۔ اب نوائے وقت کا اداریہ ملاحظہ ہو:

قائد کے خلاف ہرزہ سرائی

بھارت میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمٰن نے بانیٔ پاکستان بابائے قوم قائدِ اعظم محمد علی جناح کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے ان کے سیکولر ہونے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہماری نظر میں وہ مسلمان بھی نہیں تھے، وہ نہ تو نماز پڑھتے تھے، نہ ہی روزہ رکھتے تھے۔ انہوں نے ہندوستان کو تقسیم کرایا، جب کہ دارالعلوم دیوبند نے ہمیشہ ملک کی تقسیم کی مخالفت کی۔

کانگریسی ہندوؤں کی جوتیوں میں بیٹھنے والے اور ان کے دسترخوان کا پس خوردہ کھانے والے دیوبندی مہتمم نے بانیٔ پاکستان کے خلاف جو ہرزہ سرائی کی ہے، اس سے قبل اسی دارالعلوم کے دیگر سرکردہ علماء جن میں مولانا حسین احمد مدنی شامل ہیں، کا بھی یہی وطیرہ رہا ہے۔ یہ لوگ قائدِ اعظم کا ساتھ دینے کے بجائے گاندھی، نہرو، سردار پٹیل اور ماسٹر تارا سنگھ کے ساتھ کانگرس میں شامل ہندوؤں اور سکھوں کے مددگار رہے۔ شاید یہ علمائے کرام انتہا پسند ہندو قائدین کو قائدِ اعظم سے بہتر ''مسلمان'' سمجھتے ہوں گے، حالانکہ دیوبندی مکتبۂ فکر کے بعض جید علماء، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا احتشام الحق تھانوی اور مولانا ظفر احمد عثمانی نے دیگر مکاتبِ فکر کے جید علمائے کرام اور پیرانِ عظام کے ساتھ مل کر تحریکِ پاکستان میں حصہ لیا۔ قائدِ اعظم نے دس کروڑ مسلمانوں کو انگریز کی غلامی کے بعد ہندو کی غلامی میں جانے سے بچایا اور مسلمانوں کا ایک علیحدہ وطن پاکستان بنا کر دنیا کا نقشہ تبدیل کر دیا اور تاریخ میں مسلمانوں کی جدوجہد کا ایک نیا باب تشکیل دیا۔

علمائے دیوبند نے مولانا شبیر احمد عثمانی اور ان کے دیگر ساتھیوں کو (قیامِ پاکستان کی حمایت کی وجہ سے) نہایت حقارت سے اپنی صفوں سے نکال دیا مگر انہیں پاکستان کے کروڑوں عوام نے اپنی پلکوں پر بٹھایا اور ان کے ہی صدقہ میں دیوبندی مکتبۂ فکر کے علماء کی پاکستان میں سیاست بازی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی اور آج دیوبند فکر کے فرزند مولانا فضل الرحمٰن، پاکستان کے دو صوبوں میں حکمران اور پارلیمنٹ میں حزبِ اختلاف کے لیڈر ہیں۔ ان کے والد گرامی مولانا مفتی محمود بھی ایک بار یہ فرما چکے ہیں کہ وہ خود اور ان کے اکابر پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے۔ انہوں نے پشاور میں چند برس قبل دیوبند کانفرنس بھی کرائی، جس میں بھارت سے علمائے کرام بھی وہاں تشریف لائے۔ اہلِ پاکستان کی اس فراخ دلی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کانگرس کے وظیفہ خوار مولوی جب چاہے مسلمانوں کے ایک ایسے عظیم المرتبت رہنما، جس نے کروڑوں مسلمانوں کو آزادی اور خودمختاری کے اعزاز سے سرفراز کیا، کی عزت، آبرو اور کردار پر حملہ آور ہو جائیں۔ مسلمانوں کی آزادی کی مخالفت کرنے والے اور کانگرس کے ان وظیفہ خواروں کو اب تک ۱۹۴۶ء کی شکست نہیں بھولی اور جب بھی موقع ملتا ہے یہ قائدِ اعظم اور تحریکِ پاکستان پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ مگر پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت میں رہنے والے مسلمان اس بات پر حیران ہیں کہ بھارت میں احمد آباد، گجرات، گودھرا اور ممبئی میں جب بھی مسلمانوں کے گھر جلائے جاتے ہیں، انہیں زندہ آگ میں پھینکا جاتا ہے یا مقبوضہ کشمیر میں نہتے مظلوم کشمیریوں کو روزانہ شہید کیا جاتا ہے تو ہندو کے تنخواہ دار یہ مولوی مجرمانہ خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی صدائے احتجاج بلند نہیں کرتے، جو علمائے حق کا شیوہ نہیں۔ انہوں نے کبھی مسلمانوں کی حمایت اور مسلمانوں پر ظلم کرنے والے ہندوؤں اور سکھوں کی مخالفت نہیں کی۔ یہ لوگ محض مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے انہیں مزید فرقوں اور سیاسی گروہوں میں تقسیم کرنے پر لگے ہوئے ہیں، تاکہ مسلمان، ہندو کے مقابلے میں کمزور تر ہو جائیں۔ پاکستان میں علمائے کرام، بالخصوص دیوبندی مکتبِ فکر کو اس ہرزہ سرائی کا نوٹس لینا چاہیے اور اس سے اظہارِ برأت کرنا چاہئے تاکہ یہ تاثر پختہ نہ ہو کہ جمعیت علمائے ہند سے وابستہ علماء، پاکستان اور بانیٔ پاکستان سے واقعی بغض رکھتے ہیں۔''

(روزنامہ نوائے وقت، لاہور۔ ۲۹ راگست ۲۰۰۵ء۔ ادارتی نوٹ)

تفسیرِ رضوی سورۃ البقرۃ

معارف قرآن
من افاضاتِ امام احمد رضا

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خاں رضوی*

گزشتہ سے پیوستہ

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔ (النور:۵۴)

اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا۔

وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ، اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (الشعراء:۱۰۹)

اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ **وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ۔** اور اللہ ہی کی حجت پوری ہے۔

مروی ہے جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولیٰ عزوجل نے رسول کر کے فرعون کی طرف بھیجا، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چلے تو ندا ہوئی مگر اے موسیٰ! فرعون ایمان نہ لائے گا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دل میں کہا: پھر میرے جانے سے کیا فائدہ؟ اس پر بارہ علماء ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے موسیٰ! آپ کو جہاں کا حکم ہے جائیے۔ یہ وہ راز ہے کہ باوصف کوشش آج تک ہم پر بھی نہ کھلا۔

ابن جرير عن انس رضى الله تعالىٰ عنه قال لما بعث الله تعالى موسى عليه الصلوٰة والسلام الى فرعون نودى لن يفعل، قال: فلم افعل؟ قال: فناداه اثنا عشر ملكا من علماء الملئكة: امض لما امرت به، فانا جهدنا ان نعلم هذا فلم نعلمه۔

اور آخر نفع بعثت سب نے دیکھ لیا کہ دشمنانِ خدا ہلاک ہوئے، دوستانِ خدا نے ان کی غلامی اور ان کے عذاب سے نجات پائی۔ ایک جلسے میں ستر ہزار ساحر سجدہ میں گر گئے اور ایک زبان بولے:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝

ہم اس پر ایمان لائے جو رب ہے سارے جہان کا، رب ہے موسیٰ و ہارون کا۔ (الاعراف:۱۲۱،۱۲۲)

مولیٰ عزوجل قادر تھا کہ بے کسی نبی و کتاب کے تمام جہان کو ایک آن میں ہدایت فرما دے۔ **وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ** (الانعام:۳۵)

اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا، تو اے سننے والے تو ہرگز نادان نہ بن۔

مگر اس نے دنیا کو عالمِ اسباب بنایا ہے اور ہر نعمت میں اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق مختلف حصہ رکھا ہے، وہ چاہتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو بھوک ہی نہ لگتی یا بھوکے ہوتے تو کسی کا صرف نام پاک لینے سے، کسی کا ہوا سونگھنے سے پیٹ بھر جاتا۔ زمین جوتنے سے روٹی پکانے تک جو سخت مشقتیں پڑتیں ہیں کسی کو نہ ہوتیں۔ مگر اس نے یونہی چاہا اور اس میں بے شمار اختلاف رکھا، کسی کو اتنا دیا کہ لاکھوں پیٹ اس کے در سے پلتے ہیں اور کسی پر اس کے اہل و عیال کے ساتھ تین تین فاقے گذرتے ہیں۔ غرض ہر چیز میں **اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّكَ، نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ** (الزخرف: ۳۲)

کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں؟ ہم نے ان میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔

(کنز الایمان۔ الزخرف:۳۲)

کی نیرنگیاں ہیں۔ احمق بدعقل یا ابوجہل بددین وہ جو اس کے

* محقق رضویات و پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

کاموں میں چوں چرا کرے کہ یوں کیوں کیا؟ یوں کیوں نہ کیا؟ سنتا ہے، اس کی شان ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ (المائدۃ:۲) اللہ جو چاہے حکم فرماتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد:۱۱۔ص:۱۹۲ تا ۱۹۴)

(۹ تا ۱۴) دل سے اہلِ بدعت سے محبت وعقیدت، دور دور سے ان کے پاس جانا، ان کی ترویج مذہب میں ساعی رہنا اور سنیوں کی تعزیر کو انہیں گالیاں دینا، اس مذہب پر تبرا کرنا ذوالوجہین ہونا ہے جس پر وعید شدید (ان آیات میں) وارد۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''ذوالوجہین کو قیامت میں دوزبانیں آگ کی دی جائیں گی۔''

(فتاویٰ رضویہ۔جلد۶۔۴۴۶ تا ۴۴۷)

عن عمار ابن یاسر رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: من کان له وجهان فی الحیوة کان له لسانان من نار یوم القیمة۔

(الجامع الصحیح للبخاری)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو دنیا میں دورخا ہوگا قیامت کے دن آتش دوزخ کی دوزبانیں اس کے منہ میں رکھی جائیں گی۔

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: یوم القیمة ذوالوجهین الذی یأتی هولاء بحدیث ویاتی هولاء بحدیث (اوعکس الاول) مزید امن شرح الطریقة المحمدیة۔ (الجامع الصحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذوالوجہین جو یہاں ان کی سی کہے اور وہاں ان کی سی، وہ قیامت کے دن ان میں ہوگا جو تمام مخلوقات میں بدتر ہیں۔ (عرفانِ شریعت۔اول:۳۵)

☆ **هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ق ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاۤءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ط وَّهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ** (البقرة: ۲۹)

وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے پھر آسمان کی طرف استواء (قصد) فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

(امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہٗ نے یہاں آیت کے جزو '' وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ '' سے اللہ تعالیٰ کا علم جمیع اشیاء کو محیط ہونا ثابت فرمایا۔)

﴿۶﴾ امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

یہ کلیّہ واجب وممکن قدیم وحادث وموجود ومعدوم ومفروض وموہوم، غرض ہر شیٔ ومفہوم کو قطعاً محیط، جس کے دائرے سے اصلاً کچھ خارج نہیں۔ یہ ان عمومات سے ہے جو عموم قضیہ "مامن عام الاوقد خص منه البعض" سے مخصوص ہیں،

شرح مواقف میں فرمایا:

علمه تعالیٰ یعم المفهومات کلها الممکنة والواجبة والممتنعة فهو اعم من القدرة لانها تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات (شرح المواقف ۸/۷۰)

اللہ تعالیٰ کا علم تمام مفہومات کو شامل ہے خواہ وہ ممکن ہوں یا واجب یا ممتنع اور وہ قدرت سے عام ہے۔ کیونکہ قدرت کا تعلق فقط ممکنات سے ہے، واجبات اور ممتنعات سے نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جدید۔۱۵/۳۲۱)

﴿جاری ہے.........﴾

☆☆☆☆☆

۶۔ شرک و کفر

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خاں رضوی*

یہ اجمالی جواب بس ہے، اور تفصیل مجمل یہ کہ یہاں دو واقعے پیش کئے جاتے ہیں جن سے احادیث منع کو منسوخ بتاتے ہیں کہ وہ واقعۂ بدر واحد ہیں اور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ خیبر میں کہ ان کے کئی برس بعد ہے، بعض یہود بنی قینقاع سے یہودِ خیبر پر استعانت فرمائی۔ پھر آٹھ ہجری غزوۂ حنین میں صفوان بن امیہ سے اور وہ اس وقت مشرک تھے تو اگر ان پہلے واقعات میں نبی ﷺ کا مشرک یا مشرکوں کو رد اس بناء پر تھا کہ حضور کو رد وقبول کا اختیار تھا جب تو حدیثوں میں کوئی مخالفت ہی نہیں اور اگر اس وجہ سے تھا کہ مشرک سے استعانت ناجائز تھی تو ظاہر ہے کہ بعد کی حدیث نے ان کو منسوخ کر دیا۔ یہ تمام وکمال وکلام امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے، کہ ان سے فتح اور فتح سے ردالمحتار میں نقل کیا اور ناواقفوں نے نہ سمجھا۔

واقعہ یہود بنی قینقاع کا جواب تو واضح ہے جو محقق علی الاطلاق اور خود حازمی شافعی نے ذکر کیا کہ وہ روایت کیا اس قابل ہے کہ احادیث صحیحہ کے سامنے پیش کی جائے؟ اس کا مخرج **الحسن بن عمارة عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس** ہے۔

قطع نظر انقطاع سے کہ حکم نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سنیں جن میں یہ نہیں اور امام شافعی کے نزدیک منقطع مردود ہے۔ حسن بن عمارہ متروک ہے۔ **کما فی التقریب** اور مرسل زہری مروی جامع ترمذی ومراسیل ابی داؤد ایک تو مرسل کہ امام شافعی کے یہاں مہمل اور سند مراسیل میں ایک انقطاع حیات بن شریح و زہری کے درمیان ہے۔ تہذیب التہذیب میں امام احمد سے ہے۔

لم یسمع حیاة والزهری۔

دوسری مرسل زہری کا جسے محدثین پا بر ہوا کہتے ہیں۔ تیسرے ضعیف بھی **کما فی الفتح**۔ یوں ہی بیہقی نے کہا: **اسنادہ ضعیف و منقطع**،

نصب الرایہ میں ہے: **انها ضعیفة**۔

اقول: اور کچھ نہ ہوتو اس میں یہ ہی تو ہے کہ **أَسْهَمَ النَّبِیُّ** ﷺ **لِقَوْمٍ مِّنَ الْیَهُوْدِ قَاتَلُوْا مَعَهٗ**۔

اس سے استعانت کہاں ثابت۔ ممکن ہے کہ انہوں نے بطورِ خود قتال کیا ہو اور پانچواں جواب امام طحاوی سے آتا ہے کہ سرے سے قاطع استناد ہے۔

رہا قصہ صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، قبل اسلام غزوۂ حنین شریف میں ہمراہ رکاب اقدس ہونا ضرور ثابت ہے مگر ہرگز نہ ان سے قتال منقول، نہ ہی یہ کہ حضور اقدس ﷺ نے ان سے قتال کو فرمایا ہو، صرف اس قدر ہے کہ سوزرہ، خود، بکتر اور ایک روایت میں چار سو ان سے عاریت لئے اور وہ بطمع پرورش سرکارِ عالم مدار کہ مؤلفة القلوب سے تھے ہمراہ لشکرِ ظفر پیکر ہو لئے۔ ان کی مراد بھی پوری ہوگئی اور اسلام بھی پختہ وراسخ ہوگیا۔ سرکارِ اقدس ﷺ نے غنائم سے اتنا عطا فرمایا اتنا عطا فرمایا کہ یہ بے اختیار کہہ اٹھے: **واللہ! ما طابت الانفس نبی۔** خدا کی قسم! اتنی عطائیں خوشدلی سے دینا نبی کے سوا کسی کا کام نہیں۔ **اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم**

امام ابن سعد طبقات، پھر حافظ الشان عسقلانی الاصابہ فی تمییز الصحابہ میں انہی صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں: **لم یبلغنا انه غزامع النبی** ﷺ

ہمیں روایت نہ پہونچی کہ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ جہاد

* محقق رضویات و پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

کیا ہو۔ امام طحاوی مشکل الآثار میں فرماتے ہیں:

صفوان کان معه لا باستعانة منه، ففی هذا مایدل علی انه انما امتنع من الاستعانة به وبامثاله ولم یمنعهم من القتال معه باختیار هم لذلك.

یعنی صفوان خود ہی حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ ہو لئے تھے، حضور نے ان سے استعانت نہ فرمائی تھی، اس میں دلیل ہے اس پر کہ حضور مشرکوں سے استعانت سے باز رہتے تھے اور وہ اپنے اختیار سے ہمراہی میں لڑیں اس سے منع نہ فرماتے تھے۔

اسی میں ہے:

حدثنا ابو امیة قال: حدثنا بشر بن الزهرانی قال: قلت لمالك: أليس ابن شهاب كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَشَهِدَ حُنَيْنًا وَالطَّائِفَ وَهُوَ كَافِرٌ، قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنْ هُوَ سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَاْمُرْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

ہم سے ابوامیہ نے حدیث بیان کی کہ ہم سے بشر بن عمر زہرانی نے حدیث بیان کی کہ ہم نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزارش کی کہ کیا زہری یہ حدیث نہ بیان کرتے تھے کہ صفوان ابن امیہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رکاب اقدس چل کر حنین اور طائف کے غزووں میں بحالتِ کفر حاضر ہوئے تھے۔ فرمایا: ہاں، وہ خود رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رکاب ہو لئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے نہ فرمایا تھا۔

علامہ جلال الدین ابوالمحاسن یوسف حنفی معتصر میں فرماتے ہیں:

لامخالفة بین حدیث صفوان وبین قوله ﷺ لا نستعین بمشرك، لان صفوان قتاله کان باختیاره دون ان یستعین به النبی ﷺ، وان الاستعانة بالمشرك غیر جائزة لکن تخلیتهم للقتال جائزة لقوله تعالیٰ لاتتخذوا بطانة من دونکم، والاستعانة اتخاذ بطانة وقتالهم دون استعانة بخلاف ذلك.

حضرت صفوان اور رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد میں کہ ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے کچھ مخالفت نہیں کہ صفوان کا قتال کو جانا اپنے اختیار سے تھا نہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے استعانت فرمائی ہو، مشرک سے استعانت حرام ہے، لیکن وہ خود لڑیں تو لڑنے دینا جائز ہے۔ اس لئے کہ رب عزوجل نے فرمایا: غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ۔ مشرک سے استعانت کرنا اسے راز دار بنانا ہے اور بلا استعانت خود اس کے لڑنے میں یہ بات نہیں۔ المحجۃ المؤتمنہ، ص: ۶۳ تا ۶۹

(۷) ہندوؤں کے میلے میں نہ جاؤ

۹۷۔ عن عبد الله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من کثر سواد قوم فهو منهم، ومن رضی عمل قوم کان شریك من عمل به.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی قوم کا جتھا بڑھائے وہ انہی میں سے ہے اور کسی قوم کا کوئی کام پسند کرے وہ اس کام کرنے والوں کا شریک ہے۔ فتاویٰ رضویہ۔ حصہ دوم۔ ۹/۹۹

۹۸۔ عن أنس بن مالك رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول الله ﷺ: مَنْ سَوَّدَمَعَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ فتاویٰ رضویہ۔ حصہ دوم۔ ۹/۹۹

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی قوم کا سردار بنا وہ انہی میں سے ہے۔

مآخذ ومراجع

۹۷۔ المطالب العالیة لابن حجر، ١٦٠٥
نصب الرایة للزیلعی ٤/٣٤٦
اتحاف السادة للزبیدی، ٦/١٢٦
کنز العمال للمتقی، ٢٤٧٣٥، ٩/٢٢
کشف الخفاء للعجلونی، ٢/٣٧٨
السنة لابن ابی عاصم، ٢/٢٦٧
۹۸۔ کنزالعمال للمتقی، ٤٦٨١ ٢، ٩/١٠
تاریخ بغداد للخطیب، ١٠/٤١
السنة لابن ابی عاصم، ٦٠

کن کن باتوں کی دعا نہ کرنی چاہیئے

معارف القلوب (گزشتہ سے پیوستہ)

مصنف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن
شارح: امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان
محشی: مولانا عبدالمصطفیٰ رضا عطاری*

لاینبغی للمؤمن ان یکون لعانا (رواہ الترمذی) (۲۸۸) شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل عادت شیوۂ اہلِ سنت ترکِ سبّ ولعن ہے (۲۸۹)۔ **المؤمن لیس بلعان** (۲۹۰)

بعض علماء فرماتے ہیں، اہلِ سنت کی خوبیوں میں سے ہے کہ کسی پر لعنت نہیں کرتے اور کسی کو کافر نہیں کہتے اور اہلِ بدعت کی برائیوں میں سے ہے کہ بعض ان کا بعض (۱۳☆) کو کافر کہتا اور بعض ان کا بعض پر لعنت کرتا ہے۔

قولِ رضا: لہٰذا ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے وجہ کفر کی نکلتی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی تو مفتی پر واجب ہے کہ وجہِ اسلام کی طرف میل کرے۔ (۲۹۱) **فان الاسلام یعلو ولا یعلی۔** (۱۹۲) ولہٰذا ہمارے آئمہ فرماتے ہیں: **لانکفّر احدا من اھل القبلۃ** ''ہم اہلِ قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔''

مگر یہاں ایک شدید فاحش مغالطہ بعض گمراہ بددین دیا کرتے ہیں کہ ان اقوال سے استدلال کرکے منکرانِ ضروریاتِ دین کی تکفیر بھی بند کرنی چاہتے ہیں۔ حالآنکہ یہ خود کفر ہے۔

یہی ائمہ وعلماء، کہ اقوالِ مذکورہ لکھ چکے، جابجا تصریح فرمائی (۲۹۳) کہ ''جو ضروریاتِ دین سے کسی شئے کے منکر کو کافر نہ جانے، وہ خود کافر ہے۔'' شفا شریف و وجیز امام کردری و درِمختار وغیرہا کتب معتمدہ میں ہے:

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر

''جو ایسے کے کفر وعذاب میں شک لائے خود کافر ہوجائے۔''

ایک اور ننانوے وجہ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے کلام میں سو پہلو نکلتے ہوں۔ ننانوے جانب کفر جاتے ہوں اور ایک طرفِ اسلام، تو معنی اسلام ہی پر حمل واجب، کہ باوصف احتمالِ اسلام (۲۹۴) حکمِ کفر جائز نہیں۔ نہ یہ کہ جو ننانوے باتیں کفر کی کرے اور صرف ایک بات اسلام کی تو اسے مسلمان کہا جائے گا۔

حاشا...... یہ کسی مسلمان کا مذہب نہیں۔ یوں تو یہودی بھی اللہ کو ایک موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک انبیاء کو نبی، توراتِ مقدس کو کلام اللہ، قیامت وجنت ونار کو حق جانتے ہیں۔ یہ ایک کیا صدہا باتیں اسلام کی ہوئیں۔ پھر کیا انہیں مسلم کہا جائے گا؟ یا انہیں مسلمان کہنے والا کافر نہ ہوجائے گا؟ حاشا اللہ! بلکہ ہزارہا باتیں اسلام کی کرے اور ایک کفر کی مثلاً قرآن عظیم ونماز پڑھے، روزہ رکھے، زکوٰۃ دے، حج کرے اور ساتھ ہی بت کو بھی سجدہ کرے، تو قطعاً کافر ہوگا۔

یونہی آئمۂ دین وعلمائے معتمدین نے تصریح فرمادی ہے کہ اہلِ قبلہ سے مراد وہ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتے ہیں۔ انہی کی تکفیر جائز نہیں اور جو ضروریاتِ دین سے ایک بات کا منکر ہو وہ اہلِ قبلہ ہی سے نہیں۔ اس کی تکفیر میں شک بھی کفر ہے نہ کہ انکار (۲۹۵)۔ شرح مواقف وحاشیہ چلپی وشرح فقہ اکبر وحواشی درِمختار وغیرہا میں اس کی تحقیق ہے۔ بڑا حوالہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیا جاتا ہے کہ وہ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔ بیشک مگر وہی جو حقیقۃً اہلِ قبلہ ہیں۔ نہ فقط وہ کہ کلمہ پڑھیں اور قبلے کو منہ کریں، اگرچہ کھلے کفر بکیں۔ خود سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی عقائد کی کتاب فقہ اکبر شریف میں فرماتے ہیں:

---

*استاذ جامعہ مدینۃ العلمیہ، گلستانِ جوہر، کراچی

صفاته فی الازل غیر محدثة ولامخلوقة فمن قال انها مخلوقة اومحدثة او وقف فیها او شك فیها فهو کافر بالله تعالی۔

''اللہ تعالیٰ کی صفتیں ازلی ہیں، نہ حادث، نہ مخلوق، تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتائے یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے، وہ کافر ہے۔''

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چھ مہینے مناظرے کے بعد میری اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اس پر مستقر ہوئی (۲۹۶) کہ جو کوئی قرآن عظیم کو مخلوق کہے کافر ہے۔

یہ فوائد خوب یاد رکھنے کے ہیں کہ نیچری کفار اور ان کے اذناب و انفار (۲۹۷) ایسی جگہ بہت غُل مچاتے ہیں اور اعلانیہ کفر کر کے مسلمانوں کو اپنی تکفیر سے روکنا چاہتے ہیں۔ **واللہ الھادی**

مسئلہ ۱۰: کسی مسلمان کو یہ بددعا کہ تجھ پر خدا کا غضب نازل ہو اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہو، نہ دے کہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارد ہے۔

مسئلہ ۱۱: جو کافر مرا والعیاذ باللہ تعالیٰ اس کے لئے دعائے مغفرت حرام ہے۔

قال اللہ عزوجل: مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ○ (۲۹۸)

حواشی

(۲۸۸) کسی بھی مؤمن کو یہ بات زیب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔

(۲۸۹) یعنی اہلِ سنت کا شیوہ یہ نہیں کہ وہ لوگوں کو برا بھلا کہیں یا گالی دیں یا لعنت کریں بلکہ ہم اہلِ سنت کا شیوہ تو ان چیزوں سے دور رہنا ہے۔

(۲۹۰) مؤمن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔

(۲۹۱) یعنی مفتی اس جانب مائل ہو اور اسی پر فتویٰ دے جس جانب اس متکلم کے کلام سے اس کے اسلام کا اور مسلمان ہونے کا پہلو نکلتا ہو۔

(۲۹۲) بے شک اسلام ہمیشہ غالب رہنے والا ہے نہ کہ مغلوب ہونے والا۔

(۲۹۳) یعنی متعدد مقامات پر صراحت و وضاحت فرمائی۔

(۲۹۴) یعنی جب تک اس متکلم کے مسلمان ہونے کا احتمال باقی رہے اس پر صورتِ مذکورہ میں کفر کا حکم لگانا جائز نہیں۔

(۲۹۵) یعنی جو شخص ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا بھی منکر ہو اس منکر کے کفر سے انکار تو دور کی بات ہے، اس کے کفر میں شک لانا بھی کفر ہے۔

(۲۹۶) یعنی ہم دونوں کی رائے اس مقام پر آ کر متفق ہوئی۔

(۲۹۷) یعنی دُم چھلے وٹولے کہ موجودہ دور کے وہابی، دیوبندی اور غیر مقلد وغیرہ ہیں جو اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہلواتے ہیں حالاں کہ قرآن و حدیث کی فہم و فراست سے انہیں دور کا بھی علاقہ نہیں کہ **لَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا** (سورۂ بنی اسرائیل۔ آیت ۲۳) پر عمل کرتے ہوئے والدین کو اُف کہنے اور جھڑکنے سے تو باز رہیں مگر جوتا مارا کریں اور دلیل میں کہیں کہ اللہ عزوجل نے اُف کہنے اور جھڑکنے سے منع فرمایا ہے، جوتا مارنے سے کب منع فرمایا ہے؟

ان نادانوں کے اور بھی بہت سے لطیفے ہیں مگر طوالت کے خوف سے بس اسی پر اختصار کیا جاتا ہے۔

(۲۹۸) نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگر چہ وہ رشتہ دار ہوں، جبکہ انہیں کُھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا، وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اس سے کر چکا تھا، پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا۔ بے شک ابراہیم ضرور بہت آہیں کرنے والا متحمل ہے۔ سورۃ التوبۃ۔ آیت ۱۱۳، ۱۱۴۔ ترجمہ کنز الایمان

(۱۳☆) شیعہ خوارج کو کافر کہتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں اور خوارج شیعہ کو کافر و ملعون جانتے ہیں بلکہ اپنے مذہب والوں کی لعن و تشنیع کرنے سے باک نہیں کرتے۔ جو شخص ان کے حالات سے واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ لعن و تکفیر تمام اہلِ بدعت خصوصاً شیعہ کا وظیفہ ہے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ

جاری ہے

مخدوم بہار محدث بریلوی کی نظر میں

مولانا نثار احمد مصباحی

حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہندوستان اور بالخصوص صوبہ بہار کے صوفیائے عظام کی تاریخ میں بڑے ہی احترام سے لیا جاتا ہے وہ سلسلۂ فردوسیہ کے عظیم المرتبت مشائخ کرام میں سے ایک ہیں۔ حضرت مخدوم الملک سلطان ناصر الدین محمود سے فیروز شاہ تغلق تک گیارہ فرماں روایان دہلی کا زمانہ دیکھا ہے جو باالفاظ دیگر ساتویں صدی ہجری کے نصف آخر سے آٹھویں صدی ہجری کے ربع آخر تک کا زمانہ ہے۔ ان کی تصانیف تو بہت ہیں لیکن سب سے مشہور تصنیف ''مکتوبات صدی'' ہے ان سے عقیدت ومحبت کا اظہار تاریخ وتذکرہ کی بہت ساری کتابوں میں موجود ہے، جیسے ''منتخب التواریخ'' تاریخ فرشتہ سے لیکر ''طبقات اکبری'' ''خزینۃ الاصفیاء'' ''ماثر عالمگیری'' تک جیسی کتابوں میں ان کی فضیلت وصوفیانہ مراتب کا بیان ملتا ہے، ان کے علمی ارشادات کی اہمیت وافادیت کا اندازہ اس امر سے بھی اچھی طرح ہوتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''اخبار الاخیار'' میں، حضرت شیخ احمد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں ان کے ارشادات و اقوال سے حوالہ جات کا کام لیا ہے۔ یہاں تک کہ ہر زمانے میں ان کی تعلیمات وارشادات سے استفادہ ہوتا رہا ہے اور انہیں صحیح تناظر میں افہام وتفہیم کی کوشش ہوتی رہی ہے۔ باوجودیکہ ان کے ارشادات کی علمی تحقیق اور فکری تفہیم ایک بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔

چودھویں صدی ہجری یا ہندوستان کے عہد برطانوی میں حضرت مخدوم الملک کے ارشاد گرامی کو مسلکی ونظریاتی ماحول میں غلط مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی طرح ڈالی جارہی تھی تو اس وقت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کا ایک علمی وفقہی رسالہ ''حجب العوار عن مخدوم بہار'' کے نام سے منظر عام پر آیا، جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی وفات سے محض چند مہینہ پہلے کی یادگار ہے۔ مذکورہ اہم رسالہ اس وقت لکھا گیا جب کہ ہندوستان میں عدم تقلید کے حامیوں کا طبقہ حضرت مخدوم کے ایک قول کی معنویت وافادیت کو اپنے باطل خیالات کی تائید میں دلیل کے طور پر پیش کر رہا تھا۔ مذکورہ طبقہ کی طرف سے جس قول کو حضرت مخدوم الملک کی جانب منسوب کیا گیا تھا، اس کا مضمون یہ تھا کہ ''مخلوق کی مثال مینگنی سی ہے یعنی حضرت مخدوم نے مخلوق کی مینگنی سے مثال دی ہے اور اسے سامنے لانے کا مقصد ان لوگوں کے قول اور عقیدے کے لئے جواز فراہم کرنا تھا جو اپنی بدنیتی سے انبیائے کرام کے لئے ذلیل وناپاک الفاظ کا استعمال کر چکے تھے۔

حضرت مخدوم جہاں کے اس قول کو عام انداز میں داخل شطحیات مان کر گفتگو ختم کردی جاتی، لیکن صاحب رسالہ امام احمد رضا رضی اللہ عنہ نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود اسے اصول تحقیق کی روشنی میں دیکھنے اور دکھانے کی کامیاب کوشش کی اور علمی لحاظ سے اس کی تفہیم کا فریضہ ادا کر کے گویا حضرت مخدوم الملک کی عبارت کا جو غلط مطلب ومفہوم اخذ کیا جارہا تھا اس کا بہترین ازالہ فرمادیا، اور وہ اس طرح کہ ایک طرف اس قول کے الحاقی ہونے کے امکانات اور اس کی علمی صورتوں پر روشنی ڈالی گئی تو دوسری طرف غیر الحاقی ہونے، صاحب قول کی شخصیت اور اس کے کردار کو سامنے رکھتے ہوئے علمیات وشرعیات کی روشنی میں اس کی تفہیم کی گئی اور تیسری طرف یہ دکھایا کہ تفہیمات کی روشنی میں اسے صحیح یا غلط ماننے سے کس طرح الگ الگ نتیجے نکلتے ہیں۔

یہ بات بھی ظاہر ہے کہ الحاقات کے امکانات نظر انداز نہیں ہوسکتے، اسے سمجھنے کے لئے مخدوم الملک کی کتاب عقائد ترجمہ عمدۃ الکلام کی ایک فارسی عبارت اردو ترجمے کے ساتھ نقل کرکے فرمایا کہ ''کوئی جاہل سے جاہل ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ ہاشم کے باپ کا نام قریش تھا اور ان کے دو بیٹے تھے ہاشم اور تمیم، ہم ہرگز ایسی نسبت بھی مخدوم صاحب کی طرف نہیں مان سکتے۔ (یہ ضرور کسی جاہل کا الحاق ہے)۔ (رسالہ حجب العوار مشمولہ فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ گجرات، ج ۱۵، ص ۵۵۶)۔ اس طرح غیر الحاقی عبارت ہونے کی صورت میں اس کے مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ یہ قول ''مخلوق'' کے بارے میں ہے اور ''حقیقت امر یہ ہے کہ مخلوق کی دو قسم ہے، اول وہ کہ عظمت دینی رکھتے ہیں..... دوم وہ کہ عظمت دینی سے اصلاً بہرہ نہیں رکھتے'' (ص: ۵۶۱-۵۶۲) اور پھر بوستان سعدی کے ایک شعر سے یہ نکتہ بسہولت سمجھایا گیا ہے کہ حضرت مخدوم کا یہ قول جہاں ہے ''ایسی جگہ خلق سے مراد وہ ہوتے ہیں جو عظمت دینی سے اصلاً حصہ نہیں رکھتے'' (ص: ۵۶۱) اور پھر عظمت دینی سے بے بہرہ مخلوق کے سلسلہ میں قرآن پاک کی دو آیتیں ترجمہ کے ساتھ نقل فرمایا کہ ''بیشک تمام کافر کتابی ومشرک جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہ تمام مخلوق الٰہی سے بدتر ہیں۔ (اونٹ کی مینگنی سے بدتر ہیں، سور کی غلیظ سے بدتر) بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ تمام مخلوق الٰہی سے بہتر ہیں (کعبہ وعرش سے بہتر، ملائکہ سے بہتر۔ ص: ۵۶۴) اور لکھتے ہیں کہ ''صوفی کہ جو غیر خدا کی تحقیر کرے اور اسے اونٹ کی مینگنی سے حقیر تر جانے قطعاً اسی کی تحقیر کرتا ہے، جس کی تعظیم، تعظیم الٰہی نہیں، جسے مولا ..... عزوجل سے علاقہ نہیں، ورنہ جانب خالق کی تحقیر کرے تو خود رب عزوجل کی تحقیر کرے گا، یہ صوفی کا کام ہوگا یا ابلیس لعین کا؟ ملعون ملعون ملعون ہے وہ کہ اس (قول) سے یہ سمجھے کہ (مخدوم صاحب نے) مصحف شریف وانبیائے کرام کو مینگنی سے حقیر تر بتایا ہے۔ حضرت مخدوم صاحب تو معاذ اللہ اس معنی ملعون کے وہم سے بھی پاک ہیں۔ مخدوم صاحب نے اگر کہا تو دنیا اور دنیا کی چیزوں کو کہا جن کو اللہ سے علاقہ نہیں، بیشک وہ مینگنی سے حقیر تر ہیں'' ص: ۵۶۵ تا ص ۵۶۷)

مذکورہ رسالہ کے اختتامی اوراق میں درج بالا تفہیمات کی رو سے منطقی انداز میں یہ سوال سامنے رکھا گیا ہے کہ اگر حضرت مخدوم نے ایسا فرمایا تو کیا تمام انبیاء واولیاء سب کو مینگنی کے مثل کہا؟ اگر جواب نفی میں ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عدم تقلید کے حامیوں کا طبقہ اپنے نظریات کے لئے قول مخدوم کو مکاری وعیاری کے ساتھ استعمال کر رہا ہے کیونکہ باطل سے سند لانا مکاری وعیاری ہے اور اگر جواب اثبات میں ہو تو اس سے دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ یہ صاف روشن ہو جائے گا کہ ہرگز مخدوم صاحب نے ایسی ملعون بات نہ فرمائی نہ وہ یا کوئی مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے جن کے غلامان غلام کے غلامان غلاموں کی عمر بھر کفش برداری سے حضرت مخدوم صاحب، حضرت مخدوم صاحب ہوئے۔ اگر انہیں کو ایسا بتاتے تو خود کہاں رہتے اور اپنے آپ اس سے کتنے لاکھ درجے بدتر، گندی، گھناؤنی، ذلیل، ناپاک مثال کے قابل ہوتے نہ کہ سند لانے کے لائق، مگر حاشا اللہ بات وہی ہے کہ ''**ماکفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا**'' حضرت مخدوم صاحب نے تو کفر نہ کیا یہ شیاطین ہی کفر کر رہے ہیں''۔ (ص ۵۶۸)

ان تمام باتوں سے بخوبی اندازہ ہوگیا کہ حضرت مخدوم بہار کا مقام ومرتبہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے نزدیک کتنا بلند و بالا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے قول کو اصول تحقیق کے معیار کے تحت دیکھا اور اس کی علمی تحقیق وتفہیم فرمائی۔ اسے ہی استعارہ کی زبان میں ''حجب العوار'' کہا گیا ہے۔ یہ حضرت مخدوم بہاری کی عیب پوشی'' نہیں بلکہ عبارت مخدوم سے دفع شبہات کی کامیاب کاوش ہے، ارشادات مخدوم کی برجستہ تفہیم آج بھی ہمیں عقائد کی صیانت میں دشمنوں کی تغلیط سے بچانے کے لئے ایک اہم سہارے کا درجہ رکھتی ہے۔

تاریخ دارالافتاء بریلی شریف

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدثِ بریلوی قدس سرہ العزیز (المتوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کے جدّ امجد حضرت مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء) نے شہرِ بریلی میں ''دارالافتاء بریلی'' کی بنیاد ڈالی[۱]۔ اس مسندِ افتاء پر اس وقت امام احمد رضا قادری محدثِ بریلوی کے پرپوتے حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں الازہری قادری ابن مولانا مفتی محمد ابراہیم رضا قادری اور ان کے بھتیجے یعنی مولانا مفتی محمد سبحان رضا خاں قادری بریلوی بن مولانا مفتی محمد ریحان رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۵ء) ابن مولانا مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء) ابن مولانا مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) ابن مولانا مفتی احمد رضا خاں قادری بریلوی ابن مولانا مفتی محمد نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی (م ۱۲۸۷ھ/ ۱۸۸۰ء) ابن مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی فائز ہیں۔ واضح ہو کہ علامہ مولانا مفتی ریحان رضا خاں اور علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری کے پرپوتے اور پرنواسے بھی ہیں کیونکہ اعلیٰ حضرت کے صاحبزادۂ اصغر مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں کی طرف سے یہ دونوں حضرات نواسے ہوتے ہیں جبکہ مولانا مفتی حامد رضا (خلف اکبر) ان کے دادا ہیں۔ امام احمد رضا خاں کے صاحبزادۂ اصغر مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں (م ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) نے ۹۳ سال کی طویل عمر پائی اور تقریباً ستر سال کی لمبی مدت تک مسندِ افتاء، دارالافتاء بریلی شریف کو رونق بخشی۔ آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ وہ اپنے برادرِ اکبر حجۃ الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں قادری (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) کی حیات میں بھی فتویٰ جاری کرتے تھے اور امام احمد رضا کی طرح برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش ہی نہیں بلکہ تمام بلادِ اسلامی، یورپ و افریقہ، چین و امریکہ وغیرہ سے آپ کے پاس استفتاء آتے تھے۔ آپ کے تجدیدی کارناموں کی بناء پر علماء کی ایک بڑی تعداد آپ کو پندرھویں صدی کا مجدد تسلیم کرتی ہے اور بجا طور پر کرتی ہے۔ مفتی اعظم کا خطاب آپ کے اسی مرجع خلائق و خواص ہونے کی دلیل ہے۔ یہ سچ ہے کہ آپ کے ذکر کے بغیر دارالافتاء بریلی کی تاریخ نامکمل رہے گی۔ بریلی شریف کا یہ دارالافتاء جب سے قائم ہے وہ پاک و ہند میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

بریلی شریف میں یہ دارالافتاء کس سن میں قائم ہوا اس کی تاریخ امام احمد رضا خاں قادری محدثِ بریلوی کی تحقیق سے ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۰ء بنتی ہے۔ اب ملاحظہ کیجئے امام احمد رضا کی تحقیق کے اقتباسات۔

امام احمد رضا خاں قادری محدثِ بریلوی نے اپنے وصال سے ایک ماہ قبل ۱۴/ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ میں اپنے پیر و مرشد سید آلِ رسول قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ (م ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء) کے ۴۴ ویں عرس کی تقریب میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے اس گھر سے فتوے نکلتے ۹۰/ برس سے زائد ہوگئے۔ میرے دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا۔ جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والدِ ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا۔ میں نے چودہ سال کی عمر میں ان سے کام لے لیا۔ پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمے لے لی۔ غرض کہ میں نے اپنی صغرسنی میں کوئی باران پر نہ آنے دیا۔ جب انہوں نے رحلت فرمائی تو مجھے چھوڑا۔[۲]''

امام احمد رضا خاں قادری محدثِ بریلوی ۱۳۴۰ء میں یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اس گھر سے یعنی بریلی شریف کے ''دارالافتاء'' سے فتوے جاری ہوئے ۹۰/ برس سے زائد ہوگئے اس لحاظ سے ''دارالافتاء

سنِ بنیاد ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء بنتی ہے۔ امام احمد رضا اپنے اس بیان میں ۹۰ برس سے کچھ زائد بھی فرما رہے ہیں۔ امام احمد رضا کے اس قول کے مطابق ''دارالافتاء'' کا سنِ بنیاد کچھ اور کم ہو جانا چاہئے۔ امام احمد رضا نے اس کی نشاندہی ایک اور جگہ یوں فرمائی کہ جب ایک مقدمہ کے سلسلے میں امام احمد رضا کے پاس حکومتِ ہند کی جناب سے ایک کمیشن آیا۔ (واضح ہو کہ امام احمد رضا انگریزوں کی عدالت کو عدالت نہیں مانتے تھے، وہ اسے کچہری کہتے تھے اور باوجود سمّن کے عدالت میں حاضر نہیں ہوئے اس لئے مجبوراً انگریز حکومت ہند نے آپ کے گھر پر ایک عدالتی کمیشن کسی کیس/مقدمہ کے سلسلہ میں بھیجا)۔ اس کمیشن نے ۱۷ رجون ۱۹۰۳ء بمطابق ۱۳۲۰ھ میں آپ سے تقریباً دو سو سوالات کئے۔ اس کے دو ابتدائی سوالات اور جوابات ملاحظہ کریں:

سوال نمبر ۱ نام، عمر، سکونت، پیشہ؟

جواب: مظہر کا نام مولوی حاجی احمد رضا خاں ولد حضرت مولانا مولوی نقی علی خاں، عمر ۴۸ رسال، پیشہ زمینداری۔

سوال نمبر ۲: آپ تمام علومِ دینیات سے پوری طور پر واقفیت رکھتے ہیں؟

جواب: میں آباء و اجداد سے علومِ دین کا خادم ہوں۔ چوہتر سال سے میرے یہاں (دارالافتاء بریلی) سے فتویٰ جاری ہے۔ تمام ہندوستان اور کشمیر اور برما سے مسائل کے سوالات آتے ہیں۔ ابھی چین سے چودہ مسئلے دریافت کئے ہیں۔ چنانچہ لفافۂ مرسلۂ چین داخل کرتا ہوں۔[۳]''

امام احمد رضا خاں قادری محدثِ بریلوی ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۳ء میں اس کمیشن کے سامنے اپنے خاندان میں قائم کردہ ''دارالافتاء بریلی شریف'' کے حوالے سے بتا رہے ہیں کہ اس گھر سے (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۳ء میں) فتوے جاری ہوتے ۷۴ ربرس گزر چکے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ کے جدِ امجد کے قائم کردہ ''دارالافتاء بریلی'' کا سنِ تاریخ ۱۲۴۶ھ بنتا ہے جو کہ عیسوی اعتبار سے ۱۸۳۰ء بنے گا۔

امام احمد رضا محدثِ بریلوی نے صرف ۱۳ رسال ۱۰ ر ماہ اور ۵ ر دن کی عمر میں یعنی ۱۴ رشعبان المعظم ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں اپنے والدِ ماجد مولانا مفتی نقی علی خاں کی درسگاہ سے سندِ فراغت حاصل کی اور اسی دن مسئلہ رضاعت پر پہلا فتویٰ لکھ کر فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور دین کی خدمت کی ذمہ داری سنبھالی۔ چنانچہ آپ اپنی تصنیف "الاجازة المتينة لعلماء بكة والمدينة" میں خود تحریر فرماتے ہیں:

"فرغت الدرس وعد اسمی فی المحصلين و ذلك لنصف شعبان ۱۲۸۶ھ وانا اذ ذاك ابن ثلاثة عشر عاما وعشرة اشهر وخمسة ايام وفی هذا التاريخ فرضت علی الصلاة و توجهت الی الاحكام۔"[۴]

ترجمہ: جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں ہونے لگا تو یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا۔ اس وقت میں تیرہ سال ۱۰ ر ماہ اور پانچ دن کا تھا۔ اس روز مجھ پر نماز فرض ہوئی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے۔

امام احمد رضا اپنے پہلے فتوے سے متعلق فتاویٰ رضویہ کے خطبہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"سيدی وابی، وظل رحمة ربی، ختام المحققين و امام المدققين، ماحی الفتن و حامی السنن، سيدنا و مولانا المولوی محمد نقی علی خان القادری البركاتی، امطر الله تعالیٰ علیٰ مرقده الكريم، شأبيب رضوانه فی الحاضرة والاتی اقامنی فی الافتأ للرابع عشر من شعبان الخير والبشر ۱۲۸۶ھ ست وثمانين والف و مائتين، ولم تتم لی اذا ذاك اربعة عشر عا مامن العمر، لان ولادتی عاشر شوال ۱۲۷۲ھ اثنين و سبعين من سنی

الهجرة الاطائب الفر، فجعلت افتي و يهديني قدس سره فيما اخطى، فبعد سبع سنين اذن لي عطر الله تعالىٰ مرقده النقي العلي. ان افتي واعطي ولا اعرض عليه، ولكن لم اجترئ بذلك حتى قبضه الرحمن اليه، سلخ ذي القعده عام ۱۲۹۷ھ۔ ۵"

امام احمد رضا اپنے اس خطبہ میں تحریر فرمارہے ہیں کہ ان کے والدِ ماجد نے ۱۴ر شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ میں آپ کو فتاویٰ لکھنے کی اجازت دی جس وقت آپ کی عمر ۱۴ ربرس بھی نہ تھی۔ ابتداء میں آپ فتویٰ لکھ کر والدِ ماجد سے اصلاح لے لیتے لیکن ۱۲۹۷ھ میں انتقال سے کچھ عرصے قبل والد ماجد نے آپ کو مطلق فتویٰ جاری کرنے کی اجازت دے دی۔ اس طرح امام احمد رضا نے ۱۲۸۶ھ سے فتویٰ جاری کرنے کا اہتمام کیا اور اس لحاظ سے آپ نے اپنے جدِّ امجد کے قائم کردہ دارالافتاء کی تیسری پشت کی حیثیت سے ۴۰ ربرس بعد مکمل ذمہ داری سنبھالی جبکہ آپ کے والد اور جدِّ امجد اس دارالافتاء کی خدمت صرف ۴۰ ربرس صرف کرسکے مگر امام احمد رضا نے اس مسند پر مسلسل ۵۵ ربرس فتویٰ جاری کئے (یعنی ۱۲۸۶ھ تا ۱۳۴۰ھ)۔ اس دوران آپ نے ہزاروں فتاوے جاری کئے۔ آپ کے تمام فتاویٰ ۱۲ ر ضخیم جلدوں میں مرتب کئے گئے جس کا نام آپ نے خود "العطايا النبوية في الفتاوىٰ الرضوية" رکھا تھا۔ اس کی تمام جلدیں الحمدللہ شائع ہوچکی ہیں اور ان ۱۲ مجلدات کے اندر عربی اور فارسی عبارات کے ترجمہ اور تخریج کے بعد اب یہ فتاویٰ بھی ۳۰ ر جلدوں میں لاہور سے شائع ہوچکا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ فتاویٰ رضویہ دسویں اور گیارہویں جلدوں کے بعض اور بارہویں کے اکثر فتاویٰ نایاب ہیں۔

امام احمد رضا کے بعد تسلسل کے ساتھ اس دارالافتاء سے فتوے جاری ہوتے رہے ہیں۔ اس مسند پر پہلے حجۃ الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں قادری، پھر مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری آپ کے جانشین ہوئے اور اب امام احمد رضا کی چوتھی پشت اور مفتی رضا علی خاں کی چھٹی پشت اس ذمہ داری کو سنبھالے ہوئے ہے اور آج ۱۸۰ ربرس سے یہ دارالافتاء خدمتِ دین انجام دے رہا ہے۔ احقر کی تحقیق کے مطابق یہ برصغیر پاک و ہند کا واحد گھرانہ خاندانِ رضا ہے جو مسلسل فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ یہ تسلسل تا قیامت جاری وساری رہے گا۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں الازہری اور صاحب سجادہ حضرت مفتی سبحان رضا خاں ابنِ مفتی ریحان رضا خاں ابنِ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں ابنِ مفتی حامد رضا خاں ابنِ مفتی احمد رضا خاں ابنِ مفتی نقی علی خاں بریلوی ابنِ مفتی رضا علی خاں کو تادیر صحت وعافیت کے ساتھ سلامت رکھے اور اس دارالافتاء کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مآخذ ومراجع

۱۔ مولانا حسنین رضا خاں۔ ''سیرتِ اعلیٰ حضرت'' ص:۴۱، بزم قاسمی برکاتی، کراچی۔ ۱۹۸۶ء

۲۔ مولانا حسنین رضا خاں۔ ''وصایا شریف''، ص:۱۹، مکتبۂ اشرفیہ، مرید کے۔ ۱۹۸۴ء

۳۔ امام احمد رضا خاں بریلوی۔ ''اظہار الحق الجلی'' (۱۳۲۰ھ) المدینۃ العلمیۃ ۲۰۰۲ء

۴۔ امام احمد رضا خاں بریلوی۔ "الاجازة المتينة لعلماء بكة و المدينة" ص:۳۰۸۔ مکتبۂ حامدیہ، لاہور۔ ۱۹۷۶ء

۵۔ امام احمد رضا خاں بریلوی۔ "العطايا النبوية في الفتاوىٰ الرضوية"۔ جلد اول۔ ص:۴، مکتبۂ رضویہ، کراچی۔ ۱۹۸۹ء

حدائقِ بخشش کا عربی ترجمہ "صفوۃ المدیح"

غلام مصطفیٰ رضوی

ڈاکٹر حازم محمد احمد محفوظ استاذ جامعۃ الازہر قاہرہ مصر، عرصہ قبل پنجاب یونیورسٹی، لاہور تشریف لائے تھے وہیں ڈاکٹر ملک مبارز جو پنجاب یونیورسٹی میں شعبۂ اردو کے پروفیسر ہیں، کی وساطت سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے متعارف ہوئے۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری دام ظلہٗ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے ڈاکٹر حازم مدظلہٗ کو حدائقِ بخشش عنایت کی اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی عربی شاعری سے متعلق بتایا۔

ڈاکٹر حازم محمد محفوظ مصری نے حدائقِ بخشش کا مطالعہ کیا۔ وہ عربی ادب کی قد آور شخصیت ہیں اور ساتھ ہی اردو میں بھی ماہر۔ اعلیٰ حضرت کے کلام کا مطالعہ کرنے کے بعد وہ اعلیٰ حضرت کے گرویدہ ہو گئے۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے عربی کلام کو جمع کیا اور عربی دیوان بعنوان "بساتین الغفران" مرتب فرمایا جس کی اشاعت لاہور سے ہوئی اور فصیحانِ عرب نے امام احمد رضا کی عربی دانی، فصاحت و بلاغت کا لوہا مانا۔

علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری صاحب (مصنف ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے قائم فرمودہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ (پاکستان) کے فاضل علامہ مشتاق احمد شاہ الازہری نے جب جامعۃ الازہر سے امام احمد رضا کی فقاہت پر ایم فل کیا تو امام احمد رضا کی حیاتِ مبارک کے مزید گوشے علمائے ازہر کے سامنے آئے اور پھر وہاں رضویات پر تحقیقی کاموں میں وسعت ہوتی گئی۔

امام احمد رضا کی خدمات اور کارہائے علمیہ پر ڈاکٹر حسین مجیب المصری مرحوم نے بھی قلم تھام لیا اور کئی مقالے تحریر کئے جو کتابوں کے علاوہ اخبارات و مجلات میں بھی چھپے۔

حدائقِ بخشش کا عربی زبان میں ترجمہ ماضی قریب میں **"صفوۃ المدیح فی مدح النبی** صلی اللہ علیہ وسلم" کے نام سے دارالھدایۃ، قاہرہ، مصر سے شائع ہوا ہے۔

فضیلۃ الشیخ صالح موسیٰ شرف نے "صفوۃ المدیح" پر جو جامع تبصرہ عربی زبان میں فرمایا ہے وہ راقم رضوی کے پیشِ نظر ہے۔ موصوف نے اپنے تبصرے میں امام احمد رضا کا مختصر تعارف بھی سمو دیا ہے اور ابتدا میں مختصر تمہید قائم کر کے فتاویٰ رضویہ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ گیارہ ضمنی عنوانات قائم کئے ہیں جو اس طرح ہیں: **١۔ مجدد القرن ٢۔ حيلة الامام محمد احمد رضا ٣۔ شغفه بالعرب ونعتهم ٤۔ عقيدة الامام احمد رضا ٥۔ موقفه من الملاحدة ٦۔ ترجمة معانى الفاظ القران الكريم ٧۔ محمد اقبال و احمد رضا ٨۔ مؤالاة الهندوس حرام ٩۔ شاعر الرسول** صلی اللہ علیہ وسلم **١٠۔ حدائقِ بخشش ١١۔ اول ترجمة للعربية ١٢۔ المترجمان**

مبصر موصوف نے ان عنوانات کے تحت امام کی مجددانہ عظمت، زبان و بیان پر قدرت، عربی دانی، شاعرانہ ذکاوت کا جائزہ لیا ہے۔ حدائقِ بخشش کے فنی محاکات، کنز الایمان کی خوبیوں کا جائزہ لینے کے بعد اقبال و رضا کے نظریات اور مشرکانہ شعار کے خلاف امام احمد رضا کی فکر کا جائزہ لیا ہے۔ آخر میں "صفوۃ المدیح" کے مترجمین کا تعارفی نوٹ درج کیا ہے۔ صفوۃ المدیح کی بابت فضیلۃ الشیخ صالح موسیٰ شرف مصری نے لکھا ہے کہ:

"الكتاب تحفة من التراث الاسلامى لعلم من اعلام الاسلام فى القرن العشرين"

منجملہ فاضل مترجمین نے ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے اور عربی ادب میں ایک گرانقدر اضافہ کیا ہے۔ بین السطور میں تشریحی نوٹ نے کتاب کی تفہیم کو آسان بنا دیا ہے۔ ساتھ ہی کتاب کی ابتداء میں امام احمد رضا کی ادبی خدمات کا تفصیلی جائزہ بھی شامل کیا گیا ہے جس سے امام احمد رضا کا ادبی جہت سے تعارف بھی ہو جاتا ہے۔

انا من حفظت بشعر اقول ولى عن ذنوب وشر نكول
كتاب تعلمت منه المديح فبينت شرعا لنا فى شمول

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)

25۔ جاپان مینشن، رضا (ریگل) چوک، صدر، کراچی۔ پاکستان۔

فون: 2725150-(021) فیکس: 2732369-(021) E-Mail:mail@imamahmadraza.net

خوش بخت مخیّر حضرات اور محبین فکر اعلیٰ حضرت!

''کتب اعلیٰ حضرت اور اعلیٰ حضرت پر کتب اور فکر اعلیٰ حضرت کو ڈیجیٹل طریقے سے دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے اور انٹرنیشنل پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا میں ان کو مقبول عام کرنے کیلئے آپ کے نام لکھے گئے اس اہم مکتوب کو آپ ضرور اور بغور پڑھیں اور اس خط میں بیان کردہ ایک یا ایک سے زیادہ مکمل پروجیکٹ یا کسی پروجیکٹ کے ایک مکمل یونٹ یا پھر کم از کم کسی ایک یونٹ کے کچھ سامان کی خریداری کیلئے رقم ادارہ کے مرکزی آفس کراچی میں جمع کروا کر رسید حاصل کریں۔ آپ کا عطیہ جس پروجیکٹ اور یونٹ کیلئے ہوگا۔ ان شاء اللہ عزوجل اسی پروجیکٹ اور یونٹ پر خرچ کیا جائے گا۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی و محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بحمد اللہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، (رجسٹرڈ) اپنے قیام 1980ء سے ہی اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان پر تحقیقی و تصنیفی کام کیلئے ایک مرکز اور اتھارٹی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ ﷻ و رسول ﷺ کے کرم اور فیضان اعلیٰ حضرت کی بدولت ادارہ دنیا بھر میں فروغ رضویات کیلئے ایک مرکز بن چکا ہے۔ دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق اعلیٰ حضرت پر ریسرچ ورک کو ڈیجیٹل شکل دینے اور اسے آئندہ نسلوں کیلئے محفوظ و دستیاب بنانے کیلئے ادارہ نے ایک نئے شعبے ''Digital Department'' کا آغاز ادارہ کی سلور جوبلی کانفرنس 2005ء کے موقع پر کیا ہے۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، (رجسٹرڈ) کا یہ شعبہ 25 اپریل 2005ء سے سرگرم عمل ہے۔ ڈیجیٹل ڈیپارٹمنٹ کے قیام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اعلیٰحضرت سے متعلق تمام مواد (کتب اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت پر لکھی گئی کتابیں، پی ایچ۔ ڈی مقالہ جات اور دیگر تصنیفی و تحقیقی کام) کو دنیا بھر کے اسکالرز اور قارئین کیلئے ایک ہی جگہ دستیاب بنایا جاسکے اور ادارہ کا یہ ڈیپارٹمنٹ دراصل ایک ایسا سینٹر بن جائے جہاں اعلیٰ حضرت سے متعلق ہر چیز دستیاب ہوسکے۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ) کے (12 ربیع الاول جشن عید میلاد النبی ﷺ کی نسبت سے) 12 اغراض و مقاصد، 12 بڑے پروجیکٹ اور 12 اہم خوشخبریاں آپ کی خدمت میں پیش ہیں تاکہ ادارے کے عزائم اور کام و مقام و نظام کی ایک جھلک آپ کے سامنے آجائے۔

(اول)

اغراض و مقاصد

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)

1): وہ کتب اعلیٰ حضرت جو اب تک شائع ہوچکی ہیں ان کے اصل مسودات جو کہ بریلی شریف میں (اور ان کی ایک ایک کاپی مارہرہ شریف، انڈیا میں بھی) محفوظ ہیں، کی اسکیننگ کروا کر **سی۔ ڈیز** میں محفوظ کروانا اور پھر انہیں انٹرنیٹ کے ذریعے پوری دنیا کے سامنے پیش کرنا تاکہ دنیا کے کسی بھی کونہ میں اعلیٰ حضرت کی کتاب شائع ہو تو اسے اصل مسودے کے مطابق شائع اور چیک کرنا بالکل آسان ہو اور یوں کتب اعلیٰ حضرت میں اغلاط و تحریفات کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند ہوجائے۔

اسی طرح جو کتب اعلیٰ حضرت تا حال شائع نہیں ہوئی ہیں ان کے اصل مسودے کی اسکیننگ پر مشتمل **سی۔ ڈیز** بھی بریلی شریف اور مارہرہ شریف سے پہلے منظر عام پر آئیں اور کتب کی اشاعت بعد میں ہو۔

2): اعلیٰحضرت مجدد امام احمد رضا (علیہ الرحمہ) کی تمام کتب وعبارات کی بعینہٖ کمپوزنگ

3): اعلیٰحضرت کی تمام کتب وعبارات کی کمپوزنگ مع تسہیل اور تخریج

4): اعلیٰحضرت کی ہر کتاب میں جس جس موضوع پر عبارات موجود ہیں ہر کتاب کے آخر میں اس کی تفصیل وفہرست ترتیب دینا اور پھر ایک موضوع کے تحت آنے والی عبارات کو تمام کتب اعلیٰ حضرت سے نکال کر یکجا کرنا۔ اس سلسلے میں ایک مربوط ڈیٹا بیس کی تشکیل پر کام جاری ہے۔

5): ہر موضوع کی کتاب کو تقابلی جائزہ (یعنی اس موضوع پر اعلیٰ حضرت اور آپ کے ہم عصر مخالف فرقوں کے علماء کی تحریروں کے تقابل) کے ساتھ شائع کرنا

6): اعلیٰ حضرت کی ہر عنوان (معیشت، تعلیم، سیاست، عدلیہ، معاشرت وغیرہ) کی تحریروں کو الگ کتابی شکل میں مرتب کر کے شائع کرنا اور اسی طرح اعلیٰ حضرت کی جن طبقات (علماء مشائخ، مریدین، اساتذہ، طلباء، خواتین، بزرگون، بچوں وغیرہ) کیلئے تحریریں مختلف کتابوں میں موجود ہیں ان کو ایک جگہ جمع کرنا اور پھر کتابی شکل میں شائع کرنا۔

7): مفہوم آیات قرآنی، احادیثِ مبارکہ اور کتب اکابرین اہل سنت میں بد مذہب فرقوں نے جو جو تحریفات والحاقات کی ہیں ان کو ایک جگہ جمع کر کے کتابی شکل میں شائع کرنا اور اسے انٹرنیٹ پر پیش کرنا۔

8): ادارے کے ڈیجیٹل ڈیپارٹمنٹ کی زیر نگرانی ادارہ کی ویب سائٹ www.imamahmadraza.net جو اپریل 2005ء سے مسلسل کامیابی کے ساتھ اپ ڈیٹ کی جارہی ہے، پر 5 کتب ماہانہ کے حساب سے ہر 6 ماہ کے اندر 30 کتب اپ لوڈ کرنا

9): کتب اعلیٰ حضرت کی ہر زبان میں ٹرانسلیشن کیلئے اعلیٰ حضرت کے عرس مبارک کی نسبت سے کم از کم 25 کمپیوٹرائز ڈیونٹس کا قیام

10): ماہنامہ ''معارفِ رضا'' کی اشاعت اور اس میں فکر اعلیٰ حضرت پر مضامین کے علاوہ، ریسرچ اسکالرز کیلئے نئے تحقیقی گوشوں کی نشاندہی اور ریسرچ فارمیٹس شائع کرنا

11): سالانہ انٹرنیشنل امام احمد رضا، کانفرنس شہر شہر اور ملک ملک منعقد کروانا اور ایک وسیع وعریض رقبہ پر میگا پروجیکٹ ''فکر اعلیٰ حضرت کمپلیکس'' کی تعمیر جس میں عربی وانگلش میڈیم اسکولز، کالجز، یونیورسٹی اور علماء ومفتی دار العلوم ہوں۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت پر کئے جانے والے تمام پی۔ ایچ ڈی مقالہ جات کو یکجا کر کے کمپوزنگ کا کام بھی جاری ہے۔

12): مستند شرح حدائق بخشش تیار کروانا نیز تمام کتب اعلیٰ حضرت میں موجود مشکل الفاظ ومحاورات کے معانی ومفہوم پر مشتمل اردو لغات مرتب کرنا اور پھر اسے انگریزی وعربی زبانوں میں ترجمہ کرنا۔

(دوئم)

پروجیکٹ نمبر ۱

زیر تکمیل بڑے پروجیکٹس

(جن کیلئے وسائل کی فوری ضرورت ہے)

ڈیجیٹل ڈیپارٹمنٹ، کمپوزنگ سینٹر اور ویب سائٹ

(ماہانہ اخراجات: (تقریبا) **Rs. 25000/-**)

ڈیجیٹل ڈیپارٹمنٹ کے تحت الحمد للہ اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا (علیہ الرحمہ) کی تمام کتب کی کمپوزنگ پر کام کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں تین کمپیوٹرز پر مشتمل ایک کمپوزنگ سینٹر کام کر رہا ہے۔ جسے ان شاء اللہ عنقریب اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔

ادارہ کے مذکورہ مقاصد کی روشنی میں ڈیجیٹل ڈیپارٹمنٹ کے تحت ادارہ کی ویب سائٹ اپریل 2005ء سے قائم کی جا چکی ہے۔ اور تادم تحریر بغیر کسی تشہیر کے 6 ماہ بعد صرف ماہ اکتوبر میں 18537 صفحات آن لائن پڑھے گئے ہیں اور ویب سائٹ کے یوزرز میں اضافے کی اوسط شرح 55% ہے جو کہ ایک شاندار کامیابی ہے۔ الحمد للہ ابتدائی چھ ماہ میں 39 کتب اپ۔لوڈ کی جا چکی ہیں اور اس رفتار میں کمی نہیں بلکہ ان شآء اللہ تیزی آئے گی۔ ویب سائٹ سے دنیا بھر (پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش، سری لنکا، کویت، متحدہ عرب امارات، ہانگ کانگ، عرب شریف، مصر، امریکا، کینیڈا، اسپین، ماریشس، انگلینڈ، ترکی وغیرہ تا حال کل 25 ممالک) میں قارئین باقاعدگی کے ساتھ

استفادہ کررہے ہیں۔ادارہ کی ویب سائٹ اب درج ذیل تین URL's سے اوپن کی جاسکتی ہے۔

www.imamahmadraza.net
www.imamahmadraza.com
www.imamahmedraza.net

پروجکٹ نمبر ۲

انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس

(سالانہ اخراجات کانفرنس:Rs.550,000)

سال 2005ء میں ادارہ کے زیر اہتمام سلور جوبلی انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، یہ پچیسویں کانفرنس تھی اور الحمد للہ ہر سال کی طرح انتہائی آن، بان اور شان سے منعقد ہوئی۔اور اس موقع پر 25 کتب کی اشاعت کی گئی جو کہ دنیا بھر کے اسکالرز کو ارسال کی گئیں۔الحمد للہ انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس ایک ایسا فورم بن چکا ہے جس کی بدولت پاکستان، انڈیا، عراق، مصر، شام، بنگلہ دیش، کویت سے متعدد جامعات کے اسکالرز اعلیٰحضرت کے مداح بن چکے ہیں۔سالانہ انٹرنیشنل کانفرنس کی کاروائی انٹرنیٹ پر براہِ راست سنانے/دکھانے کے انتظامات بھی زیرغور ہیں تاکہ پوری دنیا میں اس سے استفادہ کیا جاسکے۔

پروجیکٹ نمبر ۳

''معارفِ رضا'' ڈیپارٹمنٹ

(ماہانہ اخراجات: (تقریباً)Rs.35,000)

''معارفِ رضا'' ڈیپارٹمنٹ ادارہ کے آغاز سے ہی کام کررہا ہے اور بحمد للہ 25 سال سے فروغِ رضویات کیلئے کوشاں ہے۔اس ڈیپارٹمنٹ کے تحت 5 جریدے

(i): ماہنامہ ''معارفِ رضا''

(ii): سالنامہ ''معارفِ رضا'' (اردو)۔ضخامت تقریباً 380 صفحات

(iii): سالنامہ ''معارفِ رضا'' (عربی)

(iv): سالنامہ ''معارفِ رضا'' (انگلش)

(v): سالانہ مجلّہ انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس

شائع ہوتے ہیں۔''معارفِ رضا'' کا شمار دنیا کے بہترین تحقیقی اور علمی جریدوں میں ہوتا ہے۔معارفِ رضا ڈیپارٹمنٹ نئے ریسرچ اسکالرز کیلئے نئے نئے تحقیقی گوشوں کی نشاندہی کا انتظام کررہا ہے تاکہ جتنے زیادہ لوگ چاہیں تحقیقی مقالہ جات لکھ سکیں۔اس سلسلے میں ماہنامہ معارفِ رضا میں ریسرچ فارمیٹس اور مقالہ جات شائع کئے جارہے ہیں۔نیز ویب سائٹ پر بھی تحقیقی گوشوں کی نشاندہی کی جائے گی اور اس حوالے سے مواد کی فراہمی یقینی بنائی جائے گی

پروجیکٹ نمبر ۴

''المختار پبلی کیشنز'' ڈیپارٹمنٹ

(ماہانہ اخراجات: (تقریباً)Rs.68,000)

ادارہ کے ''المختار پبلی کیشنز'' ڈیپارٹمنٹ کے تحت کتبِ اعلیٰ حضرت، پی۔ایچ ڈی مقالہ جات اور دیگر کتب کی اشاعت گزشتہ 25 برسوں سے جاری ہے۔

اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا (علیہ الرحمۃ والرضوان) نے ایک جگہ بیٹھ کر اتنی جہات میں کام کیا ہے کہ انسان تصور نہیں کرسکتا کہ اتنا کثیر کام فردِ واحد نے اتنے مختصر وقت میں کردیا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیهِ مَنْ یَّشَاءُ

آپ نے صرف دینی علوم میں ہی امت مسلمہ کی راہنمائی نہیں فرمائی بلکہ جملہ فنون سائنس، معاشیات، تعلیم، سیاسیات و دیگر علوم میں بھی مسلم امہ کیلئے در نایاب یادگار چھوڑے ہیں۔الحمد للہ اعلیٰ حضرت کے کام کے مختلف گوشوں پر تادم تحریر کل 33 Ph.D's کا رجسٹریشن ہو چکا ہے جن میں سے 18 پی ایچ۔ڈی ڈگریز تفویض بھی کی جاچکی ہیں۔بہت سے ایم۔فل اور ڈی۔لٹ مقالہ جات بھی تحریر کئے جاچکے ہیں۔''المختار پبلیکیشنز'' ڈیپارٹمنٹ اب تک 150 سے زائد کتب شائع کرچکا ہے۔تمام کتب اعلیٰ حضرت کے انگریزی تراجم پر مشتمل کتابوں کی اشاعت بلکہ تمام زبانوں میں اعلیٰ حضرت کی کتب کو منظر عام پر لانے کے عظیم کام کیلئے ایک میگا پروجیکٹ بھی زیرغور ہے۔

پروجیکٹ نمبر ۵

لائبریری کتب اعلیٰ حضرت

(ماہانہ اخراجات: (تقریباً) Rs.12,000)

فی الحال ادارہ کے پاس 2 لائبریریاں کراچی اور اسلام آباد میں کام کررہی ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی تمام کتب، اعلیٰ حضرت پر لکھی گئی کتب و آرٹیکلز، اعلیٰ حضرت پر پی ایچ۔ ڈی کتب کی ایک مقام پر دستیابی اور محققین کی ان تک رسائی کے ہدف پر لاکھوں روپے درکار ہوں گے۔ اگر مخیّر حضرات تعاون و توجہ فرمائیں تو دنیا کی بڑی لائبریریوں میں سے ایک لائبریری "لائبریری کتب اعلیٰ حضرت" بھی بنائی جاسکتی ہے۔

پروجیکٹ نمبر ۶

3 پروف ریڈنگ سینٹرز

(ماہانہ اخراجات: (تقریباً) Rs.12,000) فی سینٹر

فی الحال ادارہ کے پاس 2 پروف ریڈنگ سینٹرز کام کر رہے ہیں، ادارہ کا ہدف 3 پروف ریڈنگ سینٹرز کا قیام ہے۔

کتب اعلیٰ حضرت کے ساتھ ایک بڑی زیادتی یہ ہے کہ اسے اصل مسودے سے چیک کئے بغیر نہ جانے کہاں کہاں پبلشرز شائع کررہے ہیں، جس کی وجہ سے ان کتب میں بہت سی نادانستہ اغلاط موجود ہیں، جن کی نشاندہی کرکے اصل مسودے کے مطابق بنانا ایک انتہائی دقیق اور اہم کام ہے جس کیلئے ادارہ کوشاں ہے۔

پروجیکٹ نمبر ۷

عالمی رابطہ پروجیکٹ

(ماہانہ اخراجات: (تقریباً) Rs.18,000)

آج کا دور رابطوں کا دور ہے۔ فکر اعلیٰ حضرت کو عام اور وسیع کرنے کیلئے پوری دنیا میں پی ایچ ڈی اسکالرز، علماء و محققین سے رابطے، اصل مسودات کی فوٹو کاپی کے حصول کیلئے بھاگ دوڑ نیز انٹرنیشنل یونیورسٹیز کو اعلیٰ حضرت پر کام کی طرف راغب کرنا ایک اہم و ضروری کام ہے۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ) اس اہم کام کیلئے ہمہ وقت سرگرم عمل ہے۔ باقی اخراجات ادارہ برداشت کررہا ہے، مخیّر حضرات 18 ہزار روپے ماہانہ کے کالنگ کارڈز مہیا کردیں تو رابطوں کے نظام کو مزید مؤثر اور تیز ترین بنایا جاسکتا ہے۔

پروجیکٹ نمبر ۸

کمپیوٹر سافٹ ویئر پروگرامنگ اینڈ ڈیولپنگ

(ماہانہ اخراجات: (کم از کم) Rs.11,000)

ادارہ کے ڈیجیٹل ڈیپارٹمنٹ کے تحت جاری مختلف کمپیوٹر پروجیکٹس کو مربوط بنانے کیلئے ایک کل وقتی سافٹ ویئر اینڈ ڈیولپر انجینئر کی تعیناتی کی ضرورت ہے تاکہ کتب اعلیٰ حضرت میں موجود تحریروں کو کم از کم 56 عنوانات اور کم از کم 56 طبقات کیلئے الگ کرنے کیلئے ایک بہترین سافٹ ویئر تیار کیا جائے نیز اس سافٹ ویئر کو ایسا بنایا جاسکے جس کے ذریعے ان الگ کی گئی تحریروں کو یک جا کرکے کتابی شکل میں شائع کرنا بھی ممکن ہو سکے۔ اسی طرح دیگر ڈیجیٹل ورک کو بھی مزید بہتر اور مربوط بنانے کیلئے بھی اس سافٹ ویئر انجینئر کو استعمال کیا جاسکے گا۔

پروجیکٹ نمبر ۹

کتب اعلیٰ حضرت کی عالمی زبانوں میں ٹرانسلیشن

(اخراجات فی یونٹ -/Rs. 327750)

اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا (علیہ الرحمہ) کی تمام کتب کا عالمی زبانوں میں ترجمہ کروانے کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں فی الوقت عربی اور انگلش زبانوں کو ترجیح دی گئی ہے اور یہ طے کیا گیا ہے کہ اس کام کا باقاعدہ آغاز اعلیٰحضرت کی ایک شہرۂ آفاق کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' جو کہ اب تیس جلدوں پر مشتمل ہے، اس کام کا آغاز عربی اور انگلش زبانوں میں ترجمے سے ہو۔

ویسے تو کئی اسکالرز پہلے سے تراجم کا کچھ نہ کچھ کام کرچکے ہیں، مثلاً کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن اور دیگر کچھ کتب کا انگلش میں ترجمہ کیا جاچکا ہے لیکن ادارہ اس کام کو ایک باقاعدہ اور مستقل صورت میں کرنا چاہتا ہے۔

ادارہ کے ڈیجیٹل ڈیپارٹمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ جو اسکالرز اعلیٰحضرت پر کام کرنے کا تجربہ رکھتے ہیں انہیں ترجیح دی جائے اور دو یا تین ممالک سے سکالرز کو اس کام کیلئے تیار کیا جائے کہ یہ کام ایک تاریخی نوعیت کا حامل ہے اور ایک دو اشخاص کے بس کی بات نہیں۔ فتاویٰ رضویہ کا انگلش ترجمہ ہونے کے بعد ان شاء اللہ عزوجل ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ) کے زیرِ نگرانی اسے انٹرنیشنل سٹینڈرڈ پر شائع کیا جائے گا اور ساتھ ساتھ عربی و دیگر زبانوں میں ترجمہ کیلئے بھی کام شروع کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد ان شاء اللہ دیگر کتب اعلیٰحضرت کو بھی انگریزی، عربی و دیگر زبانوں میں منتقل کیا جائے گا اور یہ تمام کام ویب سائٹ پر بھی دستیاب بنایا جائے گا۔ یہ بھی کوشش کی جائے گی کہ اس کام کو C.Ds کے ذریعے بھی اسکالرز کو پیش کیا جائے۔

اس کام کیلئے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ) کے زیر سایہ دنیا کے مختلف ممالک میں اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا (علیہ الرحمہ) کے عرس کی نسبت کم از کم 25 کمپیوٹرائزڈ یونٹ جو ادارہ کے ڈیجیٹل ڈیپارٹمنٹ کے ذیلی شعبے ہوں قائم کر دیئے جائیں، جہاں پر اسکالر حضرات جو ان یونٹوں کے نگران بھی ہوں اعلیٰ حضرت کی کتابوں کے انگریزی و دیگر زبانوں میں ترجموں اور دیگر Research Work پر مستقل کام کریں۔ کسی یونٹ میں بنگلہ زبان، تو کسی میں فارسی زبان میں کام ہو رہا ہے۔ کوئی یونٹ پشتو زبان، کوئی سندھی میں کام پر لگا ہو۔ کوئی جرمن اور کوئی جاپانی زبان میں کام میں مصروف ہو اور یوں ابتدائی طور پر کم از کم 25 یونٹ بیک وقت کام کر رہے ہوں گے تو کہا جا سکتا ہے کہ ہم نے کتب اعلیٰ حضرت کے مختلف زبانوں میں ترجموں اور دیگر ریسرچ ورک پر کام کا آغاز کر دیا ہے۔ ہر یونٹ اس بنیاد پر قائم کیا جائے گا کہ

جہاں سکالر دستیاب اور موجود

وہاں ترجمہ و تحقیق کا یونٹ موجود

اتنے بڑے کام کو شروع کرنے کا یہی ایک شارٹ کٹ طریقہ ہے ورنہ کروڑوں روپے سے پہلے ایک ڈیجیٹل لائبریری قائم ہو پھر وہاں مستقل اسکالرز بھاری معاوضوں پر تعینات ہوں، پھر کہیں جا کر کتب اعلیٰ حضرت کے مختلف زبانوں میں تراجم کا آغاز ہو'' نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔''

اس لئے اس بڑے کام کی ابتداء کرنے کا بہترین طریقہ کم از کم پچیس یونٹوں کا قیام ہے۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ) کے پاس جتنے یونٹوں کے وسائل آتے جائیں گے اتنے ہی یونٹ ساتھ ساتھ قائم ہوتے جائیں گے۔ کوئی صاحبِ استطاعت بھائی ایک یونٹ اپنے ذمے لیتا ہے یا کوئی مخیّر حضرات 25 یونٹس کے قیام کے وسائل ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کے ہیڈ آفس کراچی کو مہیا کر دیتے ہیں تو اس پروجیکٹ کا سالوں کی بجائے مہینوں میں آغاز ہو سکتا ہے۔

تفصیل اخراجات فی یونٹ حسبِ ذیل ہے

(i)	ایک عدد ڈیسک ٹاپ کمپیوٹر Latest (P-4)	Rs.35,000/-
(ii)	کمپوزنگ، پروف ریڈنگ و فائنل ورک تک۔ 5000 صفحات @ -/30 روپے فی صفحہ	Rs.150,000/-
(iii)	مترجم کے ذاتی اخراجات بمد Consulting Books، کرایہ جات، و خرچہ کاغذ، کوریئر، رابطہ، فون و خط و کتابت وغیرہ @ -/20 روپے فی صفحہ	Rs. 100,000/-
	ٹوٹل	Rs. 285,000/-
	15%۔Contingencies	Rs. 42,750/-
	G.Total	**Rs. 327750/-**

پروجیکٹ نمبر ۱۰

ہیڈ آفس، کراچی کیلئے فوری ضروریات

(i)	ایک Latest کمپیوٹر (Server بمعہ اسیسریز)	Rs.95,000/-
(ii)	ایک عدد لیپ ٹاپ (Dell, Intel Centrino)	Rs.98,000/-

(iii) اخراجات ہیڈ آفس، Consulting Rs.125,000/-
Books، کرایہ جات، کوریئر، رابطہ، فون و خط و کتابت وغیرہ

ٹوٹل	Rs. 318,000/-
15%۔Contingencies	Rs. 47,700/-
G.Toal	**Rs. 365,700/-**

پروجیکٹ نمبر ۱۱

ڈیجیٹل ڈیپارٹمنٹ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ) کو اپ۔گریڈ کرنے کیلئے فوری ضروریات

(i) ایک Latest کمپیوٹر (Server بمعہ اسپیرز) Rs.95,000/-

(ii) ایک عدد ڈیسک ٹاپ کمپیوٹر (Latest (P-4 Rs.35,000/-

(iii) ایک عدد لیپ ٹاپ (Dell, Intel Centrino) Rs.98,000/-

(iv) دیگر روزمرہ اسپیریز وزیر استعمال اشیاء (پرنٹر، اسکینر، نیٹ ورکنگ، سٹیشنری، 15 عدد ٹونر، کاغذ واضافی پارٹس) وغیرہ Rs.70,000/-

(v) اخراجات ڈیپارٹمنٹ بمد انٹرنیٹ اپ لوڈنگ، Consulting Books، کرایہ جات، کوریئر، رابطہ، فون وخط و کتابت وغیرہ Rs.85,000/-

(vi) برائے خرید مستقل آفس برائے ڈیجیٹل ڈیپارٹمنٹ (خرید پلاٹ) (وتعمیر آفس عمارت) رجسٹری بنام ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، رجسٹرڈ، کراچی Rs.125,000/- Rs. 525,000/-

ٹوٹل	Rs.1,033,000/-
15%۔Contingencies	Rs. 154,950/-
G.Total	**Rs. 1,187,950/-**

پروجیکٹ نمبر ۱۲

میگا پروجیکٹ ''فکرِ اعلیٰ حضرت کمپلیکس'' کی تعمیر

(تخمینہ جات ونقشہ جات کیلئے ڈیجیٹل ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ کیا جاسکتا ہے)

ایک وسیع وعریض رقبے پر فکرِ اعلیٰ حضرت کمپلیکس کی تعمیر دنیائے اسلام کی ایک ضرورت ہے۔جس میں انگلش میڈیم سکول، کالج، یونیورسٹی اور علماء ومفتی دارالعلوم ہوں۔ایک یا چند مخیّر حضرات اس طرف توجہ و دلچسپی فرمائیں تو اس میگا پروجیکٹ ''فکرِ اعلیٰ حضرت کمپلیکس'' کے نقشہ جات وتخمینہ جات فراہم کردیئے جائیں گے۔

(سوئم)

اہم خوشخبریاں

پہلی خوشخبری

پہلی خوشخبری یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کے اصل مسودات کی فوٹو کاپی حاصل کرنے اور پھر ان کی بالترتیب سکینگ کروا کر انٹرنیٹ پر محفوظ اور دستیاب بنانے کے انتہائی اہم اور بنیادی کام میں حضرت علامہ سید وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی (صدر ادارہ) اپنی ذاتی دلچسپی اور خصوصی توجہ کے ساتھ کوشاں ہیں اور اس سلسلے میں اکابرین بریلی شریف اور مارہرہ شریف کے ساتھ رابطوں اور ملاقاتوں کے ایک جامع اور موثر شیڈول پر عمل پیرا ہیں۔

دوسری خوشخبری

دوسری خوشخبری ہے کہ دیوان اعلیٰ حضرت ''حدائق بخشش'' کی اردو میں مستند شرح لکھنے کیلئے حسبِ ذیل محققین حضرات دستیاب ہیں۔دو نے کام کا آغاز کردیا ہے اور باقی بھی جلد ہی کام کا آغاز کردیں گے ان شآءاللہ عزوجل

1: ہری پور ہزارہ (پاکستان)......... مولانا قاضی عبدالدائم دائم
2: لاہور، (پاکستان)........... راجہ رشید محمود ہمراہ اپنے پینل
3: دہلی، (انڈیا) .... ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی
4: گجرات، (پاکستان)........... پروفیسر منیر الحق کعبی
5: اوکاڑہ، (پاکستان)........... پروفیسر رضاء اللہ حیدر

تیسری خوشخبری

تیسری خوشخبری فتاویٰ رضویہ کی انگلش ٹرانسلیشن ہے۔جس کیلئے مختلف ممالک میں دس مقامات پر سکالرز حضرات دستیاب ہیں اور ہمارا

ٹارگٹ بھی دس مقامات کی دستیابی تھا تاکہ فی مقام 3 جلدیں فتاویٰ رضویہ مع تخریج کا انگریزی ترجمہ کم از کم وقت میں مکمل کیا جاسکے۔ ترجمہ پر فائنل نظر ڈالنے کیلئے ادارہ نے تسلی بخش انتظام کر رکھا ہے جو حضرت مولانا سید وجاہت رسول قادری (مدظلہ العالی) صدر ادارہ کی زیر نگرانی ہوگا۔ ان شاء اللہ عزوجل۔ فتاویٰ رضویہ کی انگلش ٹرانسلیشن کیلئے دستیاب مقامات اور سکالر حضرات حسبِ ذیل ہیں۔

1: لاہور (پاکستان) .... جسٹس (ر) منیر احمد مغل صاحب
2: لاہور (پاکستان) .... پروفیسر ڈاکٹر مجیب احمد صاحب
3: U.K. .... علامہ منور عتیق رضوی صاحب
4: کراچی (پاکستان) .... جناب علیم ظفر صاحب
5: قاہرہ (مصر) .... الشیخ تاج محمد الازہری صاحب
6: ڈربن (ساؤتھ افریقہ) .... محمد آفتاب قاسم رضوی صاحب
7: دہلی (انڈیا) .... ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب
8: بمبئی (انڈیا) .... ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی صاحب
9: اوکاڑہ (پاکستان) .... پروفیسر رضاء اللہ حیدر صاحب
(زیرِ علمی سرپرستی: چوہدری محمد اسلم کمبوہ۔ ڈی۔ سی۔ او)
10: پھالیہ (پاکستان) .... پروفیسر سلیم اللہ جندران

چوتھی خوشخبری

چوتھی خوشخبری یہ ہے کہ فتاویٰ رضویہ کی 30 جلدوں میں موجود شعبۂ تعلیم اور نظامِ تعلیم کے بارے میں اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا (علیہ الرحمۃ والرضوان) کے نظریات اور رشحاتِ قلم پر پھالیہ (پاکستان) کے اسکالر جناب پروفیسر سلیم اللہ جندران صاحب کام کر رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی ان تحریروں کے انگریزی میں ترجمہ پر بھی کام شروع ہے۔ کام مکمل ہونے پر اردو اور انگلش دونوں کتب ویب سائٹ پر پوری دنیا کے سامنے پیش کردی جائیں گی۔ ان شاء اللہ عزوجل

پانچویں خوشخبری

پانچویں خوشخبری ہے کہ فتاویٰ رضویہ اور دیگر کتب اعلیٰ حضرت میں سائنس سے متعلق بکھری ہوئی مختلف تحریروں کو یکجا کرنے پر ڈیرہ غازی خان (پاکستان) میں کام ہو رہا ہے۔ یہ باریک اور دقیق کام تن تنہا جناب ڈاکٹر محمد مالک صاحب کر رہے ہیں۔ جوں ہی کام فائنل ہوگا ان شاء اللہ اسے بھی ادارہ کی ویب سائٹ پر پیش کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں آستانہ عالیہ مارہرہ شریف کے زیرِ سایہ حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی مصروف مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر، گجرات (انڈیا) فتاویٰ رضویہ کی تیس جلدوں میں سے تقریباً تین جلدوں کا عربی ترجمہ کروا چکے ہیں۔ جونہی صدر ادارہ تک اس کام کی کمپوزنگ پہنچے گی اسے ویب سائٹ پر لوڈ کر دیا جائے گا۔

چھٹی خوشخبری

چھٹی خوشخبری یہ ہے کہ کئی اسکالرز جن میں واہ کینٹ (پاکستان) کے اسکالر جناب پروفیسر سرور شفقت صاحب، اسلام آباد (پاکستان) کے جناب خورشید احمد سعیدی اور گوجر خان (پاکستان) کے اسکالر جناب حسن نواز سہروردی قابل ذکر ہیں، ان حضرات نے کتب اعلیٰ حضرت کی تسہیل اور ان کتب میں موجود مختلف موضوعات پر عبارات اخذ کرنے کے کام کا آغاز کر دیا ہے۔

ساتویں خوشخبری

دیوان اعلیٰ حضرت کے منظوم انگریزی ترجمہ پر بھی کام کا آغاز کیا جارہا ہے۔ اوکاڑہ میں اس کام کا آغاز پروفیسر رضاء اللہ حیدر صاحب کریں گے۔ واضح رہے کہ پروفیسر موصوف دیوان اعلیٰ حضرت کی اردو شرح بھی لکھ رہے ہیں اور پھر اس اردو شرح کا انگریزی میں ترجمہ بھی کریں گے۔

آٹھویں خوشخبری

ادارہ کی ویب سائٹ پر اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا کی اردو کتب، کچھ کتب کی انگلش ٹرانسلیشن، اعلیٰ حضرت پر لکھی گئی مختلف کتب نیز عربی اور سندھی زبانوں میں کتب بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ ان شاء اللہ مستقبل قریب میں ادارہ کی ویب سائٹ ایک منفرد، نئے، جدید اور تحقیقی سٹائل میں دیکھی جاسکے گی، الحمد للہ کم از کم 56 عنوانات پر اور کم از کم 56 طبقات کیلئے کتب اعلیٰ حضرت میں موجود تحریروں اور عبارات

کو یکجا کرنے کا انتہائی تحقیقی اور دقیق کام شروع کر دیا گیا ہے۔

نویں خوشخبری

نویں خوشخبری یہ ہے کہ کتب اعلیٰ حضرت کیلئے عالم اسلام کے ایک مایۂ ناز پروف ریڈر اور تقابل نگار جناب خورشید احمد سعیدی صاحب کی خدمات ادارہ کو میسر ہیں اور ایسی ہی نابغہ علمی شخصیت ادارہ کو صرف دو اور نصیب ہو جائیں تو سالوں کا کام مہینوں میں ممکن ہو جائے گا۔ بہر حال ادارہ کے بنیادی اور انتہائی مشکل کام کے لحاظ سے موصوف ایک سرمایہ ہیں۔

دسویں خوشخبری

پروفیسر دلاور خاں صاحب کی زیر نگرانی مجلس تحقیق و تصنیف نے کام شروع کر دیا ہے اور ماہنامہ معارفِ رضا میں باقاعدگی کے ساتھ فہرستِ عنوانات برائے مقالہ نگاری (ایم فل / پی ایچ ڈی) شائع ہونا شروع ہو چکے ہیں۔

گیارہویں خوشخبری

فتاویٰ رضویہ مع تخریج 30 جلدوں کو آئندہ اشاعت کیلئے اغلاط سے پاک بنا کر شائع کرنے کیلئے پروف ریڈنگ اور تقابل کا کام جناب مولانا خورشید احمد سعیدی صاحب نے شروع کر دیا ہے۔ مکمل ہونے والا کام سید وجاہت رسول قادری (صدر ادارہ)، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (جنرل سیکریٹری ادارہ) اور ریسرچ اسکالر علامہ شاہ محمد تبریزی صاحبان کو ساتھ ساتھ ارسال کیا جا رہا ہے۔

بارہویں خوشخبری

اعلیٰ حضرت کی تمام کتب کو موضوعات میں تقسیم کر کے اور ایک مستقل کوڈ دے کر انٹرنیٹ پر پیش کیا جائے گا۔ نیز فکر اعلیٰ حضرت، کتب اعلیٰ حضرت اور حیات اعلیٰ حضرت پر لکھی گئی تمام کتابوں اور آرٹیکلز کو بھی اسی طرح مستقل موضوعات و کوڈ کے تحت اپ۔لوڈ کیا جائے گا۔

مذکورہ بالا 12 اغراض و مقاصد، 12 بڑے پروجیکٹس اور 12 اہم خوشخبریوں پر کام جاری ہے۔ اس کام کو تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھانے کیلئے

خوش بخت مخیر حضرات سے خصوصی گزارشات

تفصیلات بالا سے آپ نے بخوبی اندازہ لگا لیا ہو گا کہ ادارہ اپنے عظیم مقاصد اور اہم اہداف کی تکمیل کیلئے انتہائی احتیاط اور ولولے کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے اور اپنے نیٹ ورک کو مضبوط و محفوظ و مربوط بنانے میں سرگرم عمل ہے لہذا آپ سے گزارش ہے کہ

(1) اگر آپ کسی پروجیکٹ کا ماہانہ خرچ یا کسی پروجیکٹ کی مکمل سرپرستی کی ذمہ داری لیں تو اس پروجیکٹ کی نشاندہی ضرور فرمائیں۔ عطیہ جمع کروانے کیلئے ادارہ کا کرنٹ اکاؤنٹ نمبر یہ ہے

5214-45۔ حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی

(2) اگر کسی پروجیکٹ کے ایک حصے یا یونٹ کا خرچ اپنے ذمہ لینا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ اپنی نگرانی میں سامان خرید کروا دیں۔

(3) ادارہ مرکزی آفس سے رابطہ فرمائیں۔ فون نمبرز، سید وجاہت رسول قادری (صدر ادارہ) 0300-2646296
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (جنرل سیکریٹری ادارہ)،
فون رہائش: 4021657
ہیڈ آفس، کراچی (پاکستان) فون: 0 5 1 5 2 7 2 7 - (0 2 1)
فیکس: 2732369-(021)

والسلام مع الاکرام

(راؤ سلطان مجاہد رضا قادری)
نگران ڈیجیٹل ڈیپارٹمنٹ۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، رجسٹرڈ
4 / 6 / 1۔ قادر کالونی، جناح روڈ، اوکاڑہ، پاکستان
فون: 0092-333-6970725
Ph.: 0092-300-6956324
E-Mail: fikrealahazrat@yahoo.com

لبّیک اعلیٰ حضرت!

محبّینِ رضا توجہ فرمائیں

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل (پاکستان) کو اپنے ادارے اور ماہنامے ''معارفِ رضا'' کے لئے چاروں صوبوں خصوصاً مضافات واندرونی علاقوں سے ایسے فعال افراد درکار ہیں جو اہلسنّت خصوصاً اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کو مشنری جذبے کے تحت پھیلانے کا عزم جواں رکھتے ہوں، تاکہ تعلیمات وفکرِ رضا کو **کوُچہ بکوُچہ، کُو بکُو** عام کیا جاسکے۔

نیز وہ لوگ بھی رابطہ کریں کہ جو ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے تحت شائع ہونے والی تمام کتابوں اور ماہنامہ ''معارفِ رضا'' کی ایجنسی حاصل کرنا چاہتے ہوں اس سلسلے میں ہم ان کو مناسب رعایت دینے اور ہر ممکن تعاون کے لئے تیار ہیں۔

۱۔ ہم اپنی تمام تر نادر و نایاب وقیمتی مطبوعات انہیں حیرت انگیز رعایت میں فراہم کریں گے۔

۲۔ ماہنامہ ''معارفِ رضا'' ہر ماہ ان شاءاللہ آدھی قیمت پر دستیاب ہوگا۔

۳۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے زیر اہتمام ہونے والی سالانہ امام احمد رضا کانفرنس میں بہترین کارکردگی دکھانے والے ایک صاحب کو بطورِ معزز مہمان مدعو کیا جائے گا۔

۴۔ انہیں اپنے اپنے علاقوں میں یومِ رضا کی تقریبات کے اہتمام میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کا بھرپور تعاون حاصل رہے گا۔

............صرف یہی نہیں

اور بھی بہت سے پُر کشش فوائد

رابطے کے لئے وہ تمام خواہش مند حضرات فوراً رجوع کریں جو اشاعت/ پریس فیلڈ/ اسلامی سوشل ویلفیئر/ نعت کونسل/ میلاد کمیٹی/ مکتبہ وغیرہ چلانے کا کچھ نہ کچھ تجربہ رکھتے ہوں۔ اس سلسلے میں وہ اپنے مکمل کوائف اور کام کرنے کے پروگرام کا خاکہ بنا کر درج ذیل پتہ پر بذریعہ ڈاک یا ای۔میل ایڈریس پر رابطہ کریں:

۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی فون: 021-2725150

ای۔میل ایڈریس: mail@imamahmadraza.net

اپنے دیس ۔۔۔۔ بنگلہ دیس میں

فروغِ رضویات کا سفر

۲۲/ویں قسط

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

ہم لوگ حضرت علامہ مفتی امین الاسلام ہاشمی مدظلہ العالی کی قیادت میں دوکاروں میں رضا اسلامک اکیڈمی، طیّبہ مارکیٹ، بھدرہاٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ سڑکیں شدید بارش کی وجہ سے جل تھل کا سماں پیش کررہی تھیں، راستے میں جو تالاب نظر آئے ان کا پانی کناروں سے بہہ کر گلیوں اور سڑکوں پر پھیل رہا تھا اور سیلاب کا سا منظر تھا۔ راستوں پر ٹریفک کا سخت اژدہام تھا۔ سائیکل رکشے، جو کہ ہزاروں کی تعداد میں چٹاگانگ میں ہر سڑک اور گلی میں رینگتے نظر آتے ہیں، یہاں کی ٹریفک کی روانی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں لیکن یہاں روز بروز بڑھتی ہوئی غربت اور بے روزگاری کے سبب حکومت کے لئے کوئی چارہ کار بھی نہیں ہے کیونکہ بنگلہ دیش میں لاکھوں لاکھ افراد کا روزگار اس سواری سے وابستہ ہے، پھر یہ غریب پرور دستی سواری اور ذریعۂ نقل وحمل ہے۔ بہرحال حضرت مفتی امین الاسلام ہاشمی صاحب کا ڈرائیور ان سب کے باوجود نہایت مہارت، ہوشیاری اور چابکدستی سے اس مژدہم ٹریفک میں خطرناک حد تک تیز رفتاری کے ساتھ کار چلاتا ہوا بیس منٹ کے اندر اندر ہمیں بھدرہاٹ اسلامک اکیڈمی کے دفتر تک لے آیا۔

دفتر طیبہ مارکیٹ کی دوسری منزل پر ایک فلیٹ میں ہے۔ یہ مارکیٹ شیخ المشائخ حضرت مولانا طیّب شاہ صاحب سریکوٹی علیہ الرحمۃ کے نام پر بنائی گئی ہے۔ مارکیٹ کی عمارت کی تعمیر رضا اسلامک اکیڈمی کے سیکریٹری جنرل نوجوان فاضل الحاج محمد عبداللہ صاحب زیدہ مجدہٗ کے والد ماجد جناب غلام خیر البشر مرحوم ومغفور (م ۲۶/۱۰/۲۰۰۱ء) بانی و سرپرست رضا اسلامک اکیڈمی نے کی ہے اور وہی اس کے مالک بھی تھے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے سعادتمند صاحبزادے الحاج محمد عبداللہ صاحب نے رضا اسلامک اکیڈمی کو بلامعاوضہ دفتر کی جگہ مہیا کی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ یہ مسلکِ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ سے ان کے لگاؤ اور اکیڈمی کے مشن و مقاصد سے ان کی پُرخلوص وابستگی کی بھی دلیل ہے۔

یہاں طیبہ مارکیٹ کے صدر دروازے پر جہاں سے سیڑھیاں بالائی منزلوں تک جاتی ہیں (غالباً چار منزلہ عمارت ہے)، جن احباب نے ہم لوگوں کا چھتریوں کے ساتھ استقبال کیا ان میں یہ حضراتِ گرامی نمایاں تھے:

۱۔ مولانا جسیم الدین صاحب، مدرس، مدرسہ طیبیہ فاضلیہ، حوالی شہر۔

۲۔ مولانا الحاج عبدالمنان صاحب، مترجم کنزالایمان بنگالی۔

۳۔ مولانا انیس الزمان صاحب، شاعرِ اہلسنّت واستاذ جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ، سولہ شہر۔

۴۔ مولانا محمد زکریا خاں صاحب، استاذ مدرسہ رضویہ چرندیپ۔

۵۔ قاری عبدالمنان صاحب۔

۶۔ مولانا اسمٰعیل رضوی صاحب، صدر احمد رضا ریسرچ سنٹر۔

۷۔ مولانا ابوالکلام امیری صاحب، استاذ مدرسۂ طیّبیہ فاضلیہ۔

۸۔ الحاج مولانا محمد محسن صاحب۔

۹۔ علامہ مفتی عبیدالحق نعیمی صاحب، شیخ الحدیث جامعہ احمدیہ سنّیہ، عالیہ۔

۱۰۔ عالمِ بزرگ حضرت علامہ مولانا ادریس رضوی صاحب، تلمیذ محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب رضوی (علیہ الرحمۃ)۔

(مولانا ادریس رضوی صاحب کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے دارالعلوم منظر اسلام سے ۱۹۴۵ء میں سندِ فراغت حاصل کی ہے۔)

۱۱۔ مولانا مفتی الحاج سید وصی الرحمٰن ہاشمی صاحب، استاذ فقہِ اسلامی، جامعہ احمدیہ سنّیہ عالیہ۔

نعرہائے تکبیر و رسالت کی گونج اور گل پاشی کی برسات میں فقیر کو دوسری منزل پر لے جایا گیا۔ دفتر کے ہال میں فرشی نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس ہال میں جو کھڑکیاں صدر شاہراہ کی طرف کھلتی ہیں اس رخ پر سیمنٹ کا ایک پختہ چبوترہ بنا ہوا ہے۔ جب اس قسم کی کوئی تقریب ہوتی ہے تو اسی کو بطورِ اسٹیج استعمال کیا جاتا ہے۔ وہاں پر اکیڈمی سے وابستہ دیگر اداروں اور مدارس کے طلباء و اساتذہ بھی کافی تعداد میں ہال میں پہلے ہی سے موجود تھے۔ انہوں نے بھی نعرہائے تحسین سے فقیر کا استقبال کیا۔ یہ سب اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے کہ ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہٗ السامی کے دامنِ کرم سے وابستگی اور ان کے فکر و مشن اور ورثۃ العلمی کے ابلاغ کی خدمت گزاری نے اس ہیچمدان اور گنہ گار کو یہ سرفرازی اور عزت بخشی۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ بارگاہِ الٰہی میں سپاس گذاری کا جب بھی کوئی موقع ہوتا ہے تو راقم کو مبلغِ اسلام، ناشرِ رضویت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی علیہ الرحمۃ کے درج ذیل اشعار اکثر یاد آجاتے ہیں:

میں رضا کارِ رضا ہوں شاد کام
سنّی رضوی ہے مِرا خوشتر پیام
میرا خطہ، خطۂ لایحزنون
میری منزل، لاتخف، بطحا مقام

سو اس والہانہ استقبال کو دیکھ کر بارگاہِ الٰہی میں جذبۂ تشکر کے ساتھ یہ اشعار زبان پر آ گئے۔ عزت افزائی کے اس لمحہ میں احقر کو سیدی و مولائی و ملجائی، پیرِ پیراں، میرِ میراں حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنّی کی مجلسِ مبارکہ کا بھی وہ ایمان افروز واقعہ یاد آ گیا جو آپ کے خلیفۂ اجل حضرت ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی مجلسِ وعظ میں پیش آیا تھا۔ اس محفلِ وعظ میں حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے تھے اور حضرت ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی کرسی (منبر) شریف کے پائے سے کندھا لگائے آپ کے قدموں میں بیٹھے تھے کہ آپ کو نیند آ گئی۔ نیند کیا آئی کہ آپ کا بیدار جاگ اٹھا۔ آپ سید عالم نورِ مجسم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: ''تم خوش نصیب ہو کہ میرے اس فرزندِ ارجمند کی ملازمت میں ہو، اے ہیتی! تم میرے اس محبوب صاحبزادے کی خدمت گذاری اور غلامی کو اپنے اوپر لازم کرلو۔'' (مفہوم) تو اس ناچیز کو خیال آیا کہ بارگاہِ قادریت کے غلاموں پر آقا و مولیٰ سید عالم ﷺ کی کیسی نظرِ کرم و رحمت ہے۔ مجددِ اعظم امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہٗ السامی نائبِ غوث الوریٰ ہیں، یہ فقیرِ حقیر پُر تقصیر اَب وجَد سے ان کا غلام۔ مجدد ابن مجدد، حضور مفتیٔ اعظم علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری قدس اللہ سرہٗ العزیز اس کے آقا و مالک و مخدوم یہ ان کا خادم و مملوک اور غلام، مسلک و مشنِ رضا کا ابلاغ اس کی ملازمت، تو یہ ساری بہاریں، یہ اعزاز و اکرام یہ سب صدقہ ہے مجدد مائۃ حاضرہ، پیر و مرشد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری کا اور فیضانِ نظر ہے مجدد اعظم امام احمد رضا خاں قادری برکاتی آلِ رسولی (علیہما الرحمۃ والرضوان) کا، اس میں اپنا کوئی کمال نہیں ہے۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے مِری سرکاروں کے

اس احساسِ تشکر میں غلطاں تھا کہ اسٹیج سے فاضل نوجوان محبی و عزیزی مولانا بدیع العالم رضوی صاحب کی آواز آئی، انہوں نے فقیر کے لئے استقبالیہ نعرے بلند کئے، کچھ خوش آمدیدی کلمات کہے۔ پھر اعلان ہوا کہ نمازِ عصر قائم ہوگی اس کے بعد با قاعدہ کاروائی شروع ہوگی۔ نمازِ عصر حضرت مولانا ادریس رضوی صاحب نے پڑھائی۔ بعد دعا مولانا بدیع العالم رضوی صاحب بطورِ نقیبِ مجلس اسٹیج پر تشریف لائے۔ احقر،

علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری، پیر طریقت مفتی امین الاسلام ہاشمی، مفتی عبد الحق نعیمی، علامہ مولانا ادریس رضوی اور مذکورہ بالا دیگر علمائے کرام اور رضا اسلامک اکیڈمی کے عہدیداران کو اسٹیج پر دعوت دی گئی۔ مولانا بدیع العالم رضوی صاحب نے اس ناچیز سے حسنِ ظن رکھتے ہوئے احسن کلمات سے فقیر کا تعارف کرایا اور ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کی تیئیس سالہ کارکردگی پر مختصر روشنی ڈالی۔ جن علماء نے مجلسِ استقبالیہ میں تقریر کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ علامہ مولانا مفتی عبد الحق نعیمی صاحب
۲۔ علامہ مولانا مفتی امین الاسلام ہاشمی صاحب
۳۔ مولانا عبد المنان صاحب (مترجم کنز الایمان، بنگالی)
۴۔ مولانا سید وصی احمد ہاشمی صاحب
۵۔ علامہ ڈاکٹر ارشاد احمد بخاری صاحب
۶۔ مولانا اسماعیل رضوی صاحب
۷۔ مولانا نظام الدین صاحب
۸۔ مولانا ادریس رضوی صاحب (صدر مجلس)

سیکریٹری جنرل اکیڈمی، الحاج عبد اللہ صاحب نے اکیڈمی کے اغراض و مقاصد اور اس کی کارکردگی کا مختصر خاکہ پیش کیا۔ ساتھ ہی اس عزم کا اظہار بھی فرمایا کہ وہ اکیڈمی کے شایانِ شان ایک لائبریری کے قیام کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ علماء و اسکالرز یہاں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات اور ان کے فکر و مسلک سے کماحقہ آگاہ ہوسکیں اور یہاں تحقیقی و تصنیفی سرگرمیاں جاری ہوسکیں۔ انہوں نے فقیر کے لئے استقبالیہ کلمات بھی ادا فرمائے۔ علامہ عبد الحق نعیمی صاحب نے نہایت ہی شستہ اردو میں تقریر کی۔ فقیر پر بہت شفقت فرمائی، اچھے کلمات سے نوازا۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا اور رضا اسلامک اکیڈمی کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ علامہ مفتی امین الاسلام ہاشمی صاحب نے نہایت محبت بھرے الفاظ میں فقیر کا تعارف کراتے ہوئے خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا کہ اس ناچیز کا تعلق اسی سرزمین بنگلہ دیش سے ہے کیونکہ ''ان کی اسکول سے لے کر یونیورسٹی تک کی تعلیم راجشاہی شہر میں ہوئی ہے اور بعد ہجرت ۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۳ء تک یہیں پلے بڑھے، پڑھے لکھے، اب تقریباً چالیس سال بعد پھر اپنے وطن واپس آئے ہیں، اس مدت میں اگرچہ یہ بنگلہ لکھنا پڑھنا بھول چکے ہیں، لیکن اب بھی ٹوٹی، پھوٹی بنگلہ بول لیتے ہیں، یہ ہمارے محترم بھائی ہیں۔'' علامہ مولانا ادریس رضوی صاحب نے منظرِ اسلام بریلی شریف میں اپنی تعلیم اور حضرت محدثِ اعظم پاکستان علامہ مولانا سردار احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ سے اپنے شرفِ تلمذ کا ذکر کیا۔ (غالباً) مجددِ عصرِ حاضر، حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ الرضوان سے بیعت و خلافت حاصل ہے۔ انہوں نے ادارے کی کارکردگی کو سراہا اور راقم کی خدمات کی تعریف کی۔ رضا اسلامک اکیڈمی کے قیام کی وجہ اور مقاصد مختصراً بیان کئے۔ ڈاکٹر ارشاد احمد بخاری صاحب ایک اچھے عالم ہیں، بہت اچھے مقرر ہیں، وہ اردو، بنگالی، عربی اور انگریزی چاروں زبانوں میں بلا تکلف بول اور لکھ سکتے ہیں۔ فقیر سے ایک گونہ محبت رکھتے ہیں، اپنے بزرگوں کی سی تعظیم کرتے ہیں، ان کو گویا راقم کی تعریف کا موقع مل گیا۔ ادارہ کی خدمات کے علاوہ ''معارفِ رضا'' کے معیار کی خصوصی تعریف کی اور حاضرینِ مجلس کو اس کے مطالعہ کے لئے رغبت دلائی۔ مولانا عبد المنان صاحب نے اعلیٰ حضرت کی اور ان پر لکھی ہوئی کتب کے بنگالی تراجم کی طرف توجہ دلائی۔ انہوں نے فرمایا کہ ساتھ آٹھ سال کے مختصر عرصہ میں تراجم کا اچھا کام ہوا ہے، لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں رضا اسلامک اکیڈمی کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی خدمات کی تعریف کرتے ہوئے اس امید کا اظہار فرمایا کہ ان شاء اللہ رضا اسلامک اکیڈمی، رضا ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی خدمات، مطبوعات اور اس کے پینل کے اسکالرز سے استفادہ کرتے ہوئے بنگلہ دیش میں بھی امام احمد رضا پر تحقیق و تصنیف اور یہاں کی جامعات میں ایم۔ فل اور پی ایچ۔ ڈی

کی تھیسس لکھنے کے لئے علماء واسکالرز اور مدارس وجامعات کے طلباء کو تیار کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ خود اور مولانا بدیع العالم رضوی صاحب نے کشٹیا اسلامی یونیورسٹی کے شعبۂ قرآنیات کے صدر، پروفیسر ڈاکٹر عبد الودود صاحب سے رابطہ کیا ہے اور جلد ایم۔فل/ پی۔ایچ۔ڈی کی رجسٹریشن کی کوشش کریں گے۔

آخر میں مولانا بدیع العالم رضوی، صدر، رضا اسلامک اکیڈمی نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا اور اس کی ایک پلاسٹک کوڈڈ کاپی فقیر کو عطا کی۔ اس خطبہ کی خاص خاص باتیں درج ذیل ہیں:

''اے مبلغِ مسلکِ اعلیٰ حضرت!

رضا اسلامک اکیڈمی کی دعوت پر آج کے اس تقریب میں آپ کا شفقت وعنایت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تشریف لانا بچشمِ خود ادارۂ ہٰذا ملاحظہ کرنا اکیڈمی جملہ منتظمین کارکنان اور ہمارے لئے عزت افزائی اور حوصلہ افزائی کا باعث ہے، رضا اسلامک اکیڈمی چاٹگام کا قیام آج سے چھ سال پہلے عمل میں آیا تھا اس کے بانی وسرپرست محسنِ ملت عاشقِ رسول الحاج (غلام) خیر البشر صاحب گذشتہ ۲۶/اکتوبر ۲۰۰۱ء بروز جمعہ رات گیارہ بجے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصوف اکیڈمی کے سرپرستِ اعلیٰ تھے۔ اکیڈمی سے شائع شدہ تمام کتابوں کے ناشر بھی تھے۔ ان کے مالی تعاون سے بہارِ شریعت جلد پنجم تک، تعارف علمائے اہلِ سنت، تعارف امام احمد رضا، امام احمد رضا کی حیات وخدمات، حضرت (یعنی فقیر غفرلہٗ) کے دو اہم مقالہ عقیدۂ تحفظ ختمِ نبوت وامام احمد رضا، عرب دنیا میں کنز الایمان کی پذیرائی، پروفیسر دکتور مجید اللہ قادری صاحب کی ''قرآن، سائنس اور امام احمد رضا'' وغیرہ موضوع پر تقریباً دو درجن کتابیں بزبانِ بنگلہ منظر عام پر آچکی ہیں۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا کرنے کے لئے یہ ادارہ معرض وجود میں آیا، اس پسِ منظر میں ادارہ ہٰذا میں حضرت قبلہ کی تشریف آوری اور یہاں اپنے احساسات وجذبات کی ترجمانی جناب والا کی کرم نوازی اور خلوص محبت کی بین دواضح دلیل ہے، ہم آپ کی تشریف آوری اور زحمت گوارا کرنے پر سراپا شکر وامتنان ہیں۔ ربِ کائنات بطفیل فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کا سایہ جماعت اہلِ سنت پر تادیر قائم رکھے۔

اے مہمانِ مکرم!

اس نازک دور میں سرزمین بنگلہ دیش بالخصوص مدینۃ الاولیاء چاٹگام شریف میں فرزندانِ توحید رسالت کے تحفظ ایمان وعقائد اسلام کی خاطر آپ کا تشریف لانا ہمارے لئے انتہائی مسرت وشادمانی کا باعث ہے۔ آپ نے رضا اسلامک اکیڈمی میں تشریف لاکر ہم پر کرم فرمایا ہماری کوشش ہے اکیسویں صدی میں اکیڈمی کے شعبہ تصنیف وترجمہ، رضا اسلامک ریسرچ سنٹر ولائبریری کی تکمیل، رضا اسلامک کینڈرگارڈن کا قیام منظم طور پر پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے، ہمارے اکابرین حضرات کرام کی دعاؤں کے بغیر یہ جملہ امور دشوار ہے مستقبل قریب میں اکیڈمی ان شاء اللہ تعالیٰ مختلف حیثیات سے قابلِ قدر کارنامے انجام دے گا۔

آخر میں جملہ اراکین کی جانب سے حضرت کی خدمت میں ایکبار پھر ہدیۂ امتنان وتشکر پیش کر رہا ہوں، رب العزت ہم سب کو مسلکِ اعلیٰ حضرت پر دائم وقائم رکھے ہمیشہ کے لئے اس تنظیم پر آپ کی نیک توجہات وعنایات مبذول رہیں۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔''

راقم نے اپنے خطاب میں اپنا مختصر تعارف کرایا اور بتایا کہ فقیر نے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۳ء تک اپنی حیات کے بہترین دن یہاں گذارے ہیں۔ اسکول، کالج پھر یونیورسٹی تک تعلیم حاصل کی ہے۔ اس دوران چٹاگانگ بھی آتا جاتا رہا ہوں، اس لئے راقم کو اس سرزمین خصوصاً اولیائے کاملین کی سرزمین چٹاگانگ سے بڑا پیار ہے، راقم نے بنگلہ دیش آنے کے دو مقاصد بتائے۔ ایک تو غوثیہ کانفرنس میں شرکت، دوسری رضویات پر کام کرنے والی شخصیات اور اداروں سے یک جہتی کا اظہار اور ایک دوسرے کے تجربات سے استفادہ کی راہ پیدا کرنا۔ احقر نے حضرت علامہ مفتی امین الاسلام ہاشمی مدظلہ العالی کا خاص طور پر

شکریہ ادا کیا کہ غوثیہ کانفرنس منعقدہ ۲۵۔۲۶ / جون ۲۰۰۳ء میں شرکت کے لئے ان کی دعوت فقیر کے سفرِ رضویات کے لئے وسیلۂ ظفر بن گئی۔ پھر راقم نے حاضرین کو بتایا کہ یہ حسنِ اتفاق ہے کہ اس ناچیز کا بنگلہ دیش کے علماء اور اسکالرز سے پہلا رابطہ ۲۰۰۱ء میں اس مرکزِ علم و آگہی میں ہوا جہاں رضویات کے سفر کی تمام راہیں جا کر مل جاتی ہیں یعنی مئی ۲۰۰۱ء میں عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر بریلی شریف میں۔ جہاں، یہ بھی حسنِ اتفاق تھا اور ہماری شومیٔ قسمت تھی کہ اس موقر اسٹیج پر بیٹھی ہوئی فقیر سمیت پانچ شخصیات ایک ہی کمرے میں مقیم تھیں۔ یعنی احقر وجاہت رسول قادری، سید ارشاد احمد بخاری، مولانا شاہد الرحمٰن ہاشمی، مولانا اسماعیل رضوی، مولانا نظام الدین، بریلی شریف کے صاحب سجادہ حضرت مولانا سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ کے کاشانۂ اقدس کے مہمان خانہ میں ایک ہی کمرے میں مقیم تھے اور یہ بھی ایک خوشگوار اتفاق تھا کہ جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ، سولہ شہر کے دوسرے پرنسپل (پہلے پرنسپل حضرت علامہ مفتی وقار الدین علیہ الرحمۃ تھے) شیخ الحدیث والتفسیر علامہ نصر اللہ خاں افغانی مدظلہ العالی بھی ہمارے ساتھ اسی کمرے میں تھے اور ساتھ ہی کراچی کے دار العلوم نعیمیہ کے ناظمِ تعلیمات علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب بھی یہیں قیام پذیر تھے۔ پھر علامہ بدیع العالم رضوی صاحب کراچی تشریف لائے، ان سے رابطہ ہوا، مولانا زکریا خاں صاحب ہر سال رمضان شریف میں کراچی تشریف لاتے ہیں ان سے بھی مراسم بڑھے۔ غرض یہ کہ ان رابطوں سے ایک دوسرے کے متعلق آگاہی ہوئی اور یوں بحمد اللہ فقیر کے یہاں آنے اور مسلکِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے آپ جیسے نقیبوں سے ملاقات کی راہ ہموار ہوئی۔ فقیر نے مختصراً ادارہ کی تاریخ، اس کے بانی حضرت مولانا سید ریاست علی قادری مرحوم و مغفور، اس کے سرپرستان حضرت علامہ شمس بریلوی مرحوم و مغفور، حضرت علامہ تقدس علی خانصاحب حامدی بریلوی علیہ الرحمۃ اور ماہرِ رضویات محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی خدمات کا ذکر کیا۔ مختصراً اس چیز کا جائزہ بھی پیش کیا کہ دنیا کی ۳۳ / جامعات میں ابتک کتنے اسکالرز، اعلیٰ حضرت اور علمائے بریلوی کے حوالے سے پی۔ایچ۔ڈی کی سند لے چکے ہیں اور کتنے تھیسس لکھنے میں مشغول ہیں۔ ادارہ کس طرح ان حضرات کو خاکہ کی تیاری سے لے کر مواد و ماخذ اور دیگر تفصیلات مہیا کرتا ہے۔ حاضرین نے اس گفتگو کو بڑی دلچسپی سے سنا، تحسین کی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احقر نے مجلسِ استقبالیہ میں موجود نوجوان طلباء و اساتذہ کو بھی یہ کہہ کر ترغیب و تشویق دلائی کہ ابھی تک بنگلہ دیش سے رضویات کے حوالے سے کوئی ایم۔فِل یا پی۔ایچ۔ڈی کی اطلاع فقیر کو نہیں ملی لہٰذا رضا اسلامک اکیڈمی، اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن، رضا ریسرچ سینٹر کے کارپردازان کو چاہئے کہ اس ضمن میں بنگلہ دیش کی جامعات اور مدارسِ اہلِ سنت سے افراد کا انتخاب کر کے انہیں اعلیٰ حضرت کے حوالے سے پی۔ایچ۔ڈی، ایم۔فِل کی طرف راغب کریں اور ان کی رہنمائی کریں۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان اس معاملے میں ہر طرح سے تعاون کے لئے تیار ہے۔

مجلس کے آخر میں الحاج محمد عبد اللہ صاحب سیکریٹری جنرل اکیڈمی ہٰذا نے اظہارِ تشکر پر چند کلمات کہے آخر میں درود و سلام پر مجلس کا اختتام ہوا۔ صلوٰۃ و سلام شاعرِ اہلِ سنت مولانا انیس الزمان صاحب نے اپنی خوش الحان آواز میں پڑھا۔ مولانا ادریس رضوی صاحب نے دعا فرمائی۔ مغرب کا وقت ہو چکا تھا، مولانا ادریس رضوی صاحب کی قیادت میں ہم سب نے نمازِ مغرب ادا کی۔ پھر عصرانہ پیش کیا گیا۔ غیر رسمی گفتگو میں اس امر پر بھی بحث ہوئی کہ دنیا میں متعدد جگہ ایک ہی موضوع پر کام ہو رہا ہے اور وقت اور پیسہ خواہ مخواہ ضائع ہو رہا ہے۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کو چاہئے وہ ان تمام اداروں سے رابطوں کو بحال کرنے اور اسے مضبوط/ منظم کرنے میں رضا اسلامک اکیڈمی اور اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش کا ساتھ دیں۔ بعد میں ہم نے اکیڈمی کا دفتر اور اس کی لائبریری بھی دیکھی جو ماخذ و مواد کے اعتبار سے ابتدائی مراحل میں تھی۔

جاری ہے..........

تعارف وتبصرہ کتب

تبصرہ نگار: وزیر احمد شان القادری

تبصرہ : اول

نام کتاب:	اغثنی یا رسول اللہ ﷺ
مرتب:	مولانا محمد منشاء تابش قصوری
زیر اہتمام:	الحاج محمد مقبول احمد ضیائی قادری
صفحات:	۱۰۰
سنِ اشاعت:	شعبان ۱۴۲۶ھ/ستمبر ۲۰۰۵ء
ناشر:	رضا اکیڈمی، لاہور، (پاکستان)
قیمت:	دعائے خیر

زیرِ تبصرہ کتاب اپنی نوعیت کی منفرد ترین کتاب ہے۔

کتاب کا اسلوبِ مضمون ومرتب: اس کتاب میں عربی، فارسی، اردو، پنجابی، سرائیکی، ترکی، سندھی اور ہندی شعراء کے استغاثوں کا انتخاب ''یارسول اللہ'' کے قافیہ کے ساتھ آٹھ پاکستانی اور بین الاقوامی زبانوں سے شامل کیا گیا ہے۔

مولانا محمد منشاء تابش قصوری ایک ہمہ جہت شخصیت کے حامل ذہین عالمِ دین، مصنف، شاعر اور اچھے مترجم کے طور پر پاکستان اور بیرونِ پاکستان جانے پہچانے جاتے ہیں۔ زیرِ تبصرہ کتاب کا تمام تر کریڈٹ مرتب کے سرسبز وشاداب ذہن کو جاتا ہے۔ اس موضوع پر یہ ایک انوکھا کام ہوا ہے۔

خاص بات: اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ یہ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے قبل کے عہد سے لے کر موجودہ عہد تک یعنی تقریباً ایک صدی پر مشتمل شعرائے کرام کے منتخب استغاثوں کا خوبصورت، دھنک رنگ، دلوں کو گرمانے، جذبۂ عشقِ محمد ﷺ کو جگانے والے، بے مثل سنی ترانوں پر مشتمل ایک نایاب وقیمتی خراجِ عقیدت ہے۔ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارشات پر مشتمل مہکتا، خوشبوئیں بکھیرتا ایک تحفۂ خاص ہے ہر خاص وعام کے لئے!

بطورِ خاص عشقِ رسول ﷺ سے سرشار غلامانِ رسول ﷺ کے لئے تو ایک خاصے کی شے اور سرمایۂ عشق کی ترکیب نمو ہے۔

ایک شعر ملاحظہ ہو:

اگر رانی مگر خوانی غلامم انت سلطانی
دگر چیزے نمی دانم اغثنی یارسول اللہ

کتاب کا تمہیدی پسِ منظر: یہ کتاب آج سے تیس سال قبل مرتب کی گئی تھی۔ اپنے پردرد استغاثوں اور ایمان افروز گزارشات کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے دربار میں اسے قبولیت کا شرف نصیب ہوا اور یہ بابرکت کتاب ایک تحریک کی صورت میں سامنے آئی۔ پسندیدگی کا یہ عالم تھا کہ زندگی بھر نعت کی طرف توجہ نہ کرنے والے شعراء حضرات بھی ''یارسول اللہ'' کے ردیف پر طبع آزمائی کرنے لگے۔ پندرہویں صدی ہجری کے آغاز میں یہ کتاب نعتیہ ادب کی تمہید ثابت ہوئی۔ اس کے صوری ومعنوی محاسن نے نعت گو شعراء کو اسقدر متاثر کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے مارکیٹ نعتیہ کتابوں کا مرقع بن گئی۔

اختتامیہ: کتاب دیکھنے میں انتہائی جاذب، مسجدِ نبوی کے گنبد ومینار کے خوبصورت ٹائٹل سے سجی چار دلفریب رنگوں سے سجی اپنی بہاریں دیکھاتی اپنی طرف توجہ دلاتی ہے۔ کتاب کے بیک پر رضا اکیڈمی لاہور کا تشکر نامہ اپنے جلوے دکھا رہا ہے۔ خوبصورت کمپوزنگ/ چھپائی، آفسٹ پیپر کے استعمال نے اس کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

ایسی جاذبِ نظر ۱۰۰ صفحات پر مشتمل کتاب رضا اکیڈمی لاہور بغیر کسی ہدیہ وقیمت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم ﷺ کی خوشنودی کی خاطر مفت تقسیم کر رہی ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

☆☆☆☆☆

''کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم''

تبصرہ دوم

کے انگریزی ترجمہ

''Understanding The Currency Notes''

کا سرسری جائزہ

مولانا خورشید احمد سعیدی*

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی تصنیف ''کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم'' کا ایک اردو ترجمہ **''بلا سود بینکاری کا شرعی طریق کار''** کے نام سے نوری کتب خانہ، بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور نے 2004ء میں شائع کیا ہے۔ اسی کا ایک انگریزی ترجمہ بھی ''Understanding The Currency Notes'' کے نام سے بازار میں دستیاب ہے جسے رضا اکیڈمی، اسٹاک پورٹ انگلینڈ نے 2005ء میں شائع کیا۔ دونوں کا سائز ایک ہی ہے۔ درج ذیل میں ان دونوں نسخوں کا باہم مختصر موازنہ اور سرسری جائزہ پیش کیا گیا ہے تا کہ آئندہ احتیاطی امور کو پیش نظر رکھا جا سکے۔

پہلا نسخہ اصل عربی متن اور اس کے سامنے دیئے گئے اردو ترجمہ کے ساتھ ہے اس کا مقدمہ حضرت علامہ عبدالحکیم شرف القادری مدظلہ کا لکھا ہے۔ یہ مقدمہ صفحہ 3 تا 11 ہے، اس کے بعد اعلیٰ حضرت کے فرزند ارجمند حضرت علامہ حامد رضا خان صاحب کا عربی مقدمہ مترجمہ صفحہ 12 تا 17 ہے۔ اس کے بعد **کفل الفقیه الفاهم** صفحہ 18 تا 129 تک ہے۔ آخر میں مولوی عبدالحئی اور عبدالرشید صاحب گنگوہی کے رد میں ایک رسالہ بعنوان ''**کاسر السفیه الواهم فی ابدال قرطاس الدراهم**'' از صفحہ 130 تا 176 ہے۔ اس نسخے کے کل صفحات 176 ہیں۔

دوسرا نسخہ جو انگریزی زبان میں ہے کے کل صفحات 110 ہیں۔ یہ ترجمہ کسی ڈاکٹر محمد اسلم جونیجو صاحب نے کیا ہے۔ ترجمہ کا لفظ اس لئے استعمال کر رہا ہوں کیونکہ کتاب کے ٹائٹل صفحے پر ''Translation and Research'' یعنی ترجمہ و تحقیق کے الفاظ درج ہیں۔ درحقیقت یہ نہ تو ترجمہ ہے اور نہ اس کے لئے کوئی تحقیق کی گئی۔ اس کی تفصیل درج ذیل میں آئے گی ان شاء اللہ۔ یہ نسخہ محترم پیر محمد الیاس قادری کشمیری صاحب کی درخواست پر تیار کیا گیا تھا۔ اس نسخے کے صفحہ 6 پر جنرل ایڈیٹرز رضا اکیڈمی محمود احمد الیاس، معروف احمد الیاس اور جابر اقبال الیاس صاحبان کا تحریر کردہ Preface ہے۔ اس کے بعد از صفحہ 7 تا 21 رضا اکیڈمی کے بانی اور چیئرمین پیر محمد الیاس کشمیری صاحب کا Preface ہے۔ اس سے متصل صفحہ 22 تا 24 انہیں کی Acknowledgement یعنی اظہار تشکر ہے۔ اس کے بعد صفحہ 25 تا 28 حافظ محمد عالم، نومسلم آمنہ برکہ اور ستار طاہر کا Foreword ہے۔ اس کے بعد صفحہ 29 تا 48 تعارف یعنی Introduction ہے جس کے اختتام پر ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (جسے عبدل نعیم لکھا گیا ہے)، مولانا محمد ایوب اور محمد افضل حبیب کے نام مکتوب ہیں۔ اس کے بعد وہ تحریر جسے Translation and Research کہا گیا ہے صفحہ 49 تا 104 ہے اور آخر میں The Raza Academy کے عنوان کے تحت رضا اکیڈمی کا تعارف صفحہ 105 تا 110 پر ہے۔ کتاب کی اس ساخت سے معلوم ہوتا ہے کہ اول و آخر رضا اکیڈمی کا تعارف اور شہرت مطلوب ہے۔ یہ کوئی معیوب بات نہیں ہے لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ اگر اصل مقصد اور بنیادی کام کفل الفقیه کا ترجمہ و تحقیق تھا تو وہ نہیں ہو سکا۔

اگر ہم مقدمات و پیش لفظ و تعارف وغیرہ سے قطع نظر کریں تو کفل الفقیه جس کے عربی متن اور اردو ترجمہ کو 111 صفحات ملے ہیں اس کے انگریزی 'ترجمہ' کو 55 صفحات ملے ہیں۔ یہ کوئی فرق نہیں ہے

*استاذ تقابل ادیان، بین الاقوامی اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان

کیونکہ صرف اصل عربی یا اس کے صرف اردو ترجمہ کے بھی تقریباً اتنے ہی صفحے بنتے ہیں لیکن اہم فرق کو بعد میں ذکر کریں گے۔ "کاسر السفیہ الواھم" اصل ہے اور کوئی ترجمہ نہیں ہے۔ اردو نسخے میں اسے (130 تا 176) 46 صفحے ملے ہیں جبکہ اس کے انگریزی 'ترجمہ' کو 93 تا 104 کے بارہ صفحات۔

اندر کا حال:

نسخوں کے تعارف کے بعد اب ان کے اندر کا حال بالاختصار صرف ۲۰ نکات کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے۔ امید ہے اگلے ایڈیشن کی بہتری کے لئے یہ معاون ہوگا۔

۱۔ Contents سے پہلے والے صفحے پر حضرت مولانا سبحان رضا سبحانی صاحب کی طرف انتساب کرتے ہوئے ان کے نام 'میاں' کی انگریزی Main لکھی ہے اسے Mian لکھنا چاہیے تھا۔ اسے صفحہ 23 پر نیچے سے پانچویں سطر میں درست لکھا گیا ہے۔

۲۔ Contents والے صفحہ پر 62 کے سامنے کا عنوان Currency Note is a asset لکھا ہے۔ یہ تو 'a asset' کی بجائے 'an asset' ہوتا ہے۔

۳۔ کتاب میں کئی مقامات پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام ذکر کرنے سے پہلے الشیخ بھی لکھا گیا ہے لیکن اسے انگریزی میں As-Shaikh لکھا ہے اسے Ash-Shaikh ہونا چاہیے۔ حروف قمریہ اور شمسیہ سے پہلے آنے والے الف لام کا اظہار یا ادغام کا لحاظ اردو اور عربی کی طرح انگریزی میں رکھنا بھی ضروری ہے۔

۴۔ تقریباً ہر جگہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انگریزی میں "Sall Allahu Alaihi wa Sallam" لکھا ہے صلی اللہ کو یا تو 'Sallallahu' لکھنا چاہیے یا پھر 'Salla Allahu'۔

۵۔ ایک اور خرابی جو صرف اس کتاب تک محدود و موقوف نہیں ہے بلکہ اکثر قلمکار اس میں مبتلا ہیں وہ یہ ہے کہ عربی زبان کے حرف 'ض' کو اگر عربی میں پڑھنا ہو تو ایک آواز ہوتی ہے لیکن اگر اسی حرف والے لفظ کو انگریزی میں لکھنا، بولنا ہو تو اور آواز۔ بعض مسلمان قاریوں کے درمیان 'المغضوب' اور 'الضالین' کی ادائیگی کا فرق اور اختلاف اکثر ملاحظہ کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ اختلاف نامناسب مکالمے کی حد تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ اب یہ دیکھیے کہ علماء کے نزدیک اس کا طریقہ کیا ہے۔ اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اسلام آباد کے علمی تحقیقی سہ ماہی مجلّہ "Islamic Studies" کے تقریباً ہر شمارے میں Transliteration Table دی ہوتی ہے کہ کس حرف کو کس انگریزی حرفِ تہجی سے ادا کرنا چاہیے۔ حرف ض کے بارے میں دیکھیے وہ لکھتے ہیں:

ض as Arabic letter is transliterated as *d*, and ض as Persian/Turkish/Urdu letter as z.

یعنی انگریزی حرف ض جب عربی زبان کے حرف کی حیثیت سے آئے گا تو اسے d سے لکھا جائے گا اور جب فارسی، ترکی اور اردو زبان کے حرف کی حیثیت سے ہو تو اسے z سے لکھا جائے گا۔ (نوٹ: محولہ مجلّہ میں d کے نیچے اور z کے اوپر ایک نقطہ ہے۔ راقم الحروف سے یہ نقطہ ان انگریزی حروف پر Inpage پروگرام میں نہیں ڈالا جاسکا۔ البتہ MS word میں ان کے اوپر یا نیچے نقطہ ڈالا جاسکتا ہے۔)

اسی اصول کے پیشِ نظر اکثر انگریزی کتب میں واقفانِ صورتحال لفظ حضرت کو Hadrat یا رضا کو Rida سے لکھتے ہیں۔ قرآن مجید کے انگریزی تراجم کی ایک CD جس کا نام Alim ہے اس میں قرآنی الفاظ کو Transliterate کر کے بھی لکھا گیا ہے مثلاً المغضوب کو 'al-maghdob' اور الضالین کو 'ad-daallen' لکھا گیا ہے۔ قرآن مجید میں لفظ حضرت کے قریب ترین لفظ 'اُحضرت'، سورۃ النساء: ۱۲۸ میں' اور 'اُحضرت' سورۃ التکویر: ۱۴ میں' وارد ہے۔ اسی سی ڈی میں انہیں یوں ٹرانسلٹریٹ کیا گیا ہے: 'uhdirat' اور 'ahdarat'۔

اس تمہید کا مقصد یہ ہے کہ ہم جب انگریزی میں حضرت یا ایسے الفاظ لکھیں جن میں حرف ض آتا ہے تو وہاں وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے جسے معروف تحقیقی ادارے کر رہے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں جہاں بھی لفظ حضرت اور امام احمد رضا کا نام آیا ہے وہاں اس حرف کو غلط

طریقے سے Z سے لکھا گیا ہے یعنی Hazrat اور Raza کی شکل میں۔

۶۔ص 13 پر سطر 6 میں he deserve، ص 30 پر شیخ محی الدین کو Muhyiddin کی بجائے Moiuddin لکھنا، گنج بخش کو Buksh لکھنا، دہلان کو اسی صفحہ پر Dallan جبکہ صفحہ 37 پر Dahallan لکھنا، ص 31 پر دوسرے پیرے میں he was the given the name، ص 33 پر داڑھی کے لیے beard کی بجائے the bread لکھنا، ص 36 پر "Son! Do as your he performed کو is asking"، دوسرے پیرے میں perfomed، these qualities کی بجائے this qualities لکھنا، ص 38 پر آخری پیرے میں hundreds of questions کی بجائے hundreds Question لکھنا، ص 39 پر الاجــازات الــمتینــة کو al-Ijaazat al Mutaiyyanah لکھنا حالانکہ دوسرے لفظ کو al-Mateenah لکھنا درست تھا اور ص 44 پر When he study جیسی اغلاط کثیرہ کی طرف اشارہ کافی ہوگا۔ اس سے مترجم یا پروف پڑھنے والوں کی انگریزی زبان پر کمزور گرفت کا تصور جنم لیتا ہے۔

اب اصل کتاب کی طرف آیئے۔ ایسا لگتا ہے کہ مترجم نے صفحہ 49 تا 54 پر مذکور Answer: 12 کے نیچے ایک پیراگراف تک حضرت علامہ عبدالحکیم شرف دامت برکاتہم کے اردو مقدمہ کا ترجمہ کیا ہے۔ اس میں بھی اغلاط کثیرہ ہیں مثلاً

۷۔ اردو نسخہ کے صفحہ 7 پر سوال ۲ کے جواب میں حضرت علامہ شرف صاحب کا ایک جملہ ہے: ''کیونکہ یہ ذاتی طور پر مال متقوم ہے'' اور صفحہ 33 پر اعلیٰ حضرت کے عربی الفاظ ہیں: ''انّــہ مــال متقــوّم بــنفســہ'' ان کا اردو ترجمہ یہ کیا گیا ہے: ''کہ وہ خود قیمتی مال ہے۔'' انگریزی مترجم اس جملے کا ترجمہ ص 50 یہ لکھتے ہیں:

because it is personal maqtoum (concealed) property.

انہوں نے متقوم کو مکتوم بنا کر ترجمہ کیا ہے۔ اس سے اندازہ لگالیں کہ انہیں اردو، عربی اور انگریزی کتنی آتی ہوگی اور ان کا ترجمہ کیسا ہوگا۔ اس کی بجائے اگر وہ لکھتے:

because it itself is a valuable property. تو شاید

اصل کے قریب ہوتا۔

۸۔ ساتویں سوال میں مذکور ایک بیع کا نام بیع مقایضہ بھی ہے۔ اسے وہ لکھتے ہیں: Bai Muqalza صفحہ 51 پر اور 52 پر بھی۔

۹۔ آٹھویں سوال کے جواب کی عربی عبارت (ص 50) کا اردو ترجمہ ہے: ''ہاں نوٹ قرض دینا جائز ہے اسلئے کہ اوپر گذر چکا کہ وہ مثلی ہے۔ اور مثل ہی کے دینے سے ادا کیا جائیگا کہ قرض کی یہی شان ہے۔ بلکہ کوئی دَین ادا نہیں کیا جاتا مگر اپنی مثل سے مگر یہ کہ طرفین (کسی دُوسری چیز کے لینے دینے پر) راضی ہو جائیں۔''

اس جواب کا خلاصہ حضرت علامہ شرف صاحب نے ان الفاظ میں (ص 8) لکھا: ''ہاں، اسے بطور قرض دینا جائز ہے اور ادائیگی صرف اس کی مثل سے ہوگی۔'' دیکھئے کہ انگریزی مترجم نے اس کا کیا ترجمہ کیا ہے؟ ان کے الفاظ ہیں:

Yes! It is lawful to give it as a <u>loan</u> and <u>the repayment can be made in a similar form or anyother from</u>. p.52

صرف ایک جملہ میں ترجمہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ حضرت علامہ شرف صاحب کے جملے کا ترجمہ کر رہے ہیں مگر اسے بگاڑ رہے ہیں۔ ان کے جملے کے آخری تین لفظ or anyother form نے اصل بات کو الٹ کر کے رکھ دیا ہے۔

۱۰۔ انہوں یہ طریقہ انگریزی کتاب کے صفحہ 54 کے نصف اول اور اردو کتاب کے صفحہ 8 تک تو اپنائے رکھا لیکن اس کے بعد لائن بدل لی کیونکہ اس کے بعد وہ اردو کتاب کے صفحہ 19 کے آخر سے شروع ہونے والے اعلیٰ حضرت کے جواب کے عربی خطبہ سے شروع کرتے ہیں۔ مگر اسے تباہ کن حد تک بگاڑ کر صرف عشرِ عشیر کا خلاصہ نما بیان کرتے ہیں۔ مثلاً اردو کتاب کے صفحہ 20 پر پائی جانے والی پوری عبارت کا ترجمہ صرف اس ایک جملے میں کرتے ہیں:

Our Imams and learned Ulama however, have left vast amounts of knowledge and formula to deal with inventions, changing forms, and conditions of life. (p.55)

اس سے اندازہ لگالینا چاہیے کہ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے افکار

وتعلیمات کی ترجمانی کیسے کی ہوگی۔ صرف ایک اور مثال دے کر پھر عمومی تبصرے پر اکتفاء کریں گے۔

۱۱۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ایک جملہ ہے: ''فلا ریب ان النوط بنفسه مال متقوّم يباع ويشترى ويوهب ويورث، ص 22'' ۔ اس کا اردو میں یہ ترجمہ کیا گیا ہے: ''تو کوئی شک نہیں۔ کہ نوٹ بذاتِ خود قیمت والا مال ہے۔ کہ بکتا ہے۔ اور مول لیا جاتا ہے ۔ اور ہبہ کیا جاتا ہے اور وراثت میں آتا ہے''۔ اس کے بدلہ میں جو انہوں نے لکھا ہے اسے ملاحظہ کیجئے:

Paper Currency note is an asset in its own right. It is traded (purchased and sold) as a security and forms part of an inheritance. (p. 56)

یہاں ان کے دوسرے جملے پر غور کریں کیا اعلیٰ حضرت کی بیان کردہ چار چیزیں بکتا، مول لیا جاتا، ہبہ کیا جاتا اور وراثت میں آتا اس ترجمہ میں مذکور ہیں؟ مزید یہ کہ معلوم نہیں انہوں یہ security کا اضافہ کہاں سے سمجھ لیا ہے؟

عموی تبصرہ:

۱۲۔ اعلیٰ حضرت کے بارہ جوابوں کے لیے ان کا اختیار کردہ فارمیٹ بھی سوچ کی یکسوئی سے دور ہے۔ سوال نمبر ۱ سے لے کر ۶ تک انہوں نے کسی مناسب عنوان کو ذکر نہیں کیا، سوال ۷ تا ۱۰ تک انہوں نے Further Response to Question: کو لیا ہے جبکہ گیارہویں اور بارہویں سوال کے لیے انہوں نے صرف Question No: اختیار کیا۔

۱۳۔ اردو کتاب کے صفحہ 25 تا 49 تک کی بحث کو انگریزی کتاب کے صفحہ 56 تا 76 میں سمیٹا ہے لیکن ان کے عنوانات نامناسب ہیں اور اکثر جگہوں پر صرف خلاصہ دیا ہے۔

۱۴۔ ساتویں سوال کی بحث صرف ایک جملہ میں بیان کی ہے جس کا نصف آخر درست نہیں ہے۔ ہاں آٹھویں سوال کی مختصر بحث کا کافی حد تک درست ترجمہ کیا ہے۔

۱۵۔ نویں سوال کی بحث اردو میں صفحہ 50 تا 66 پر ہے جس کا آدھا آٹھ صفحے بنتے ہیں مگر ان کا ترجمہ صرف چار صفحوں پر پایا جاتا ہے۔ خود اندازہ کرلیں کہ آٹھ صفحات کا چار صفحوں میں کیا اور کیسے ترجمہ کیا گیا ہوگا۔

۱۶۔ دسویں سوال کی بحث اردو میں صفحہ 66 تا 70 پر ہے جس کا آدھا دو صفحے ہیں مگر انگریزی میں اس کا ترجمہ ایک صفحہ بھی نہیں بلکہ صرف پندرہ سطریں ہیں۔

۱۷۔ گیارہویں سوال کی بحث اردو میں صفحہ 70 تا 119 تک ہے یعنی 49 صفحے۔ ان کا آدھا اگر 24 صفحے بھی لیا جائے تو ان کا انگریزی ترجمہ بمشکل چھ صفحے یعنی 83 تا 89 ہیں۔

۱۸۔ بارہویں سوال کی بحث اردو میں صفحہ 119 تا 127 تک ہے جس کا نصف ۹ صفحے ہیں مگر ان کا ترجمہ صرف ساڑھے تین صفحوں (89 تا 93) میں سمیٹا گیا ہے۔ اس میں کہاں حق ترجمہ ادا ہوا ہوگا؟

۱۹۔ اردو کتاب کے آخر کے چھیالیس صفحات (از 130 تا 176) اعلیٰ حضرت کے دوسرے رسالے 'کاسر السفيه الواهم فى ابدال قرطاس الدراهم'' کو دیئے ہیں۔ یہ کوئی ترجمہ نہیں ہے کہ اس کے صفحات کو بھی نصف کیا جائے۔ مگر اس کا انگریزی ترجمہ صفحہ 93 تا 104 کے صرف بارہ صفحے ہیں۔ خود اندازہ کر لیجئے کہ حق ترجمہ کہاں تک کیا گیا ہوگا؟ یہ تو ایک امانت کی مثل ہے اس طریقے سے یہ امانت کہاں تک ادا ہوئی ہوگی؟

۲۰۔ مطالعے کے دوران مجھے اس بات پر حیرانی ہوئی کہ ٹائٹل پر Translation and Research کے الفاظ لکھے گئے ہیں۔ اس کی بجائے ''اعلیٰ حضرت کی کتاب کفل الفقیه کے بعض اقتباسات کا خلاصہ'' ہوتا تو شاید بہتر ہوتا کیونکہ جب بہت سے مواد کو چھوڑ دیا جائے، جب کوئی فٹ نوٹ کوئی حواشی، کوئی نئی بات کا حوالہ، کتابیات کی کوئی فہرست وغیرہ کچھ نہ ہو تو اسے ریسرچ کیسے کہا جاسکتا ہے؟ راقم الحروف کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ حضرت مترجم کے نام کے ساتھ جو Dr لکھا ہوا ہے جس کا مفہوم ڈاکٹر ہوتا ہے، یہاں اس کا کیا مطلب ہے؟ تاہم یہ بات یقینی ہے کہ وہ پی ایچ ڈی کی بناء پر ڈاکٹر نہیں ہوں گے۔ اگر واقعی ان کے پاس پی ایچ ڈی کی ڈگری ہے تو اسے انہوں نے اپنی ذاتی محنت وقابلیت سے حاصل نہیں کیا ہوگا۔ کاش کہ موجودہ ٹائٹل کے ساتھ کتاب کی اشاعت روک دی جاتی تا کہ اس کتاب کو پڑھنے والے انگریزی دان اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے متنفر نہ ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب

دور و نزدیک سے

محترم جناب غلام مصطفیٰ رضوی، مالیگاؤں:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کی سلور جوبلی مطبوعات کا پارسل دو ہفتہ ہوئے موصول ہوگیا تھا۔ جواب میں تاخیر کے لئے نادم ہوں۔ نومسلم ڈاکٹر محمد ہارون کی تصنیف ''امام احمد رضا کی عالمی اہمیت'' (اردو ترجمہ) کی حال ہی میں نوری مشن سے اشاعت ہوئی ہے۔ اس سے قبل مسعودِ ملت کا مقالہ ''علامہ فضل حق خیر آبادی کا جنگِ آزادی میں کردار'' شائع ہوا اور مقبول ہوا۔

ادارہ کی مطبوعات صوری اور معنوی ہر لحاظ سے منفرد اور ہمہ وصف ہیں اور دل پذیر۔ اللہ تعالیٰ کارِ رضا کے حوالے سے اس کاوش کو شرفِ قبول عطا فرمائے۔ یہ ثمرہ ہے خلوص وللّٰہیت کا۔ یہاں فیضِ رضا کی جلوہ گری ہے اور ادارہ کے ذمہ داران و کارپردازان کی خلوص نیتی۔ ۲۵ رسالہ کارکردگی کا مطالعہ کیا، مسرور ہوا، فرحت و انبساط کا احساس ہوا۔ حقیر سراپا تقصیر کے دل سے دعا نکلی۔ لاریب! فروغِ مسلکِ رضا میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی خدمات عدیم المثال ہیں۔ ویسے بھی تبلیغِ حق و صداقت کا سب سے مستحکم ذریعہ اشاعت ہے۔ ابھی تین یوم قبل حضرت مولانا عبدالستار ہمدانی سے ملاقات رہی، وہ فرما رہے تھے کہ تقریر کے اثرات ہوتے ہیں لیکن وقتی اور تحریر دلوں کی تسخیر کرتی ہیں۔ محدثِ بریلوی نے تحریر کے ذریعے دین کی وہ تبلیغ فرمائی کہ آج ہم بدمذہبوں کے حملوں کا جواب تصانیفِ اعلیٰ حضرت سے دیتے ہیں۔

آپ کی روانہ کردہ کتابوں سے راقم، احباب اور رضویات سے شغف رکھنے والے افراد ضرور استفادہ کریں گے۔ راقم اپنے مقالہ جات کو وقیع بنانے کے لئے ادارہ کی مطبوعات کو بطورِ ماخذ استعمال کرے گا۔

ماہنامہ معارفِ رضا جناب محمد زبیر قادری صاحب کی عنایت سے تواتر سے مل رہا ہے۔ تحریکِ فکرِ رضا اور سہ ماہی افکارِ رضا کے حوالے سے محمد زبیر قادری اور ان کے رفقاء کی مخلصانہ خدمات لائقِ تحسین ہیں بالخصوص انگریزی زبان میں ہندوستان میں موصوف نے وافر لٹریچر شائع کئے ہیں جو محدثِ بریلوی کے مسلکِ حق وصداقت کی ترجمانی کرتے ہیں۔

مجاہد اہلسنّت حضرت الحاج محمد سعید نوری دامت برکاتہم العالیہ بانی رضا اکیڈمی ممبئی کی سرپرستی میں ہم اپنا اشاعتی و قلمی سفر جاری رہے ہوئے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ رضویات پر صالح لٹریچر کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہے اور ہم خلوص نیتی سے سرگرم کار رہیں۔

رضا اکیڈمی ممبئی کے زیرِ اہتمام کُل ہند پیمانے پر حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ۲۵ رسالہ عرس کی تیاریاں جاری ہیں۔ اشاعتی و علمی سطح پر رضا اکیڈمی کے کئی منصوبے روبہ عمل ہیں۔ آپ بھی معارفِ رضا میں حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی دینی خدمات اور اصلاحی کارناموں بالخصوص خدمتِ افتاء کے حوالے سے چند ایک مضامین ضرور دیں۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی ویب سائٹ ماشاء اللہ خوب ہے اور مواد بھی وافر۔ مستقبل میں کارِ رضا کے فروغ میں اس سائٹ کا گہرا رول رہے گا۔

رضا فاؤنڈیشن بنگلور نے مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری کا پی ایچ ڈی مقالہ ''امام احمد رضا اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ'' خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔ پاکستان سے بھی اس مقالے کی اشاعت ہونی چاہئے۔ آپ کا سفرنامۂ ہند کافی معلوماتی رہا۔ اگلے دورے کی اطلاع پیشگی فرمادیں بذریعہ ای میل: noori_mission@yahoo.com

ادارہ کی ویب سائٹ کے سلسلے میں محترم راؤ سلطان مجاہد رضا قادری/ مولانا ریاض شاہد صاحب لائقِ مبارکباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے قلمی سفر کو رواں دواں رکھے۔ ادارہ میں ماہرِ تعلیم سلیم اللہ جندران کی شمولیت بھی انتہائی اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ ادارہ کے مقاصد کو کامیابی کی منزلوں پر گامزن رکھے۔ ان شاء اللہ رابطہ استوار رہے گا۔ کارِ لائق سے مطلع فرمائیں۔ احباب سلام کہتے ہیں اور ادارہ کی کارکردگی پر ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب ورفقاء کو سلام کہیں۔

مولانا مرغوب کی قائدِ اعظم محمد علی جناح کے خلاف ہرزہ سرائی

دارالعلوم دیوبند (بھارت) کے مہتمم مولوی مرغوب الرحمٰن نے ماضی قریب میں بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور انہیں مسلمان ماننے سے انکار کیا۔ اسے پاکستانی میڈیا کی بے حسی کہیے کہ روزنامہ نوائے وقت کے سوا کسی بھی اخبار نے اس بارے میں کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی ۴ر ستمبر ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں پروفیسر ڈاکٹر ایم اے صوفی کا ایک کالم اس موضوع پر قائدِ اعظم کی نماز ادا کرتے ہوئے ایک تصویر کے ساتھ شائع ہوا۔ ادارہ موضوع کی اہمیت اور قارئینِ معارفِ رضا کی دلچسپی کے پیشِ نظر روزنامہ نوائے وقت لاہور کے شکریئے کے ساتھ اس کالم کو شاملِ اشاعت کر رہا ہے۔

دارالعلوم دیوبند (بھارت) کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمٰن نے حال ہی میں اپنے آقاؤں یعنی کانگریسی رہنماؤں اور دیگر ہندو تحریکوں کے سرگرم لیڈرز کو خوش کرنے کے لئے امتِ مسلمہ کے مصدقہ رہنما اور ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کو ہندو اور انگریز سے آزادی دلوانے والے بین الاقوامی شہرت یافتہ اولوالعزم لیڈر کے خلاف حسبِ معمول ہرنا خوشگوار الفاظ سے اظہار کیا جو ہند کے اخبارات میں شائع ہوا۔ قدرتی امر ہے، ایسے الفاظ بابائے قوم حضرت قائدِ اعظم کے لئے پاکستان کے مسلمانوں اور شہریوں کو ناگوار گزرے ہیں اور دنیا کے مظلوم مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے۔

ہم تہہِ دل سے بھارت کی قدیم مذہبی تعلیم کی درسگاہ کے مہتمم کے الفاظ پر نفرت کا اظہار کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کوئی شخص خواہ کسی حالت میں ہو اپنے باپ اور نجات دہندہ کے خلاف ایسے الفاظ برداشت نہیں کرسکتا۔ اسی سکول آف تھاٹ کے مقتدر رہنما شروع ہی سے پاکستان کی مخالفت میں صفِ اول میں رہے ہیں اور ان کا نقطۂ نظر ایک ہندوستانی قوم کا پکا نظریہ تھا۔ یہ حضرات علماء تقسیمِ ہند کے خلاف رہے اور ہمارے ہاں دیوبند کے فارغ التحصیل جو آج کل صفِ اول کی سیاست کے شہکار ہیں، ان کے والدِ محترم نے یہی فرمایا تھا کہ

'' خدا کا شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے۔''

مزے کی بات یہ ہے کہ انہیں الفاظ کے مالک مولانا مفتی محمود صاحب سیاستِ پاکستان میں سرگرم رہے، سرحد کے وزیرِ اعلیٰ ہوئے۔ اصل میں مولانا مرغوب نے تو اپنی تنخواہ کو حلال کیا: ''جس کا کھائیے اس کے گیت گائیے'' پر عمل کیا۔ ان کی ساری ذمہ داریاں حکومتِ ہند اٹھاتی ہے تو ایسا کرنا ان پر فرض تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کچھ عرصہ پہلے پرائیوٹ چینل جیو کے پروگرام ''ایک دن'' میں مولانا فضل الرحمٰن سے دریافت کیا گیا: آپ کی بسر اوقات کیسے چلتی ہے؟ کہ آپ کوئی کام نہیں کرتے۔ رہنے سہنے کے اخراجات کیسے چلاتے ہیں؟ مولانا نے ہنس کر جواب دیا: ''دوست ہمارا خیال کرتے ہیں۔'' وہ کونسے دوست ہیں جو مولانا کی مالی معاونت کرتے ہیں اور بغیر کسی فنی تعلیم، روزگار کے پیجارو اور گاڑیوں کی ریل پیل ہے۔ اسی طرح مولانا مرغوب کی دیکھ بھال دوست کرتے ہیں۔ حکیم محمد سعید (شہید) وفات سے قبل راقم کے غریب خانہ پر دعوتِ شیراز کے لئے تشریف لائے۔ ہم نے حالات سے پردہ اٹھانے کو کہا، وہ گورنرِ سندھ رہ چکے تھے۔ کچھ دوست، احباب، دانشور، ڈاکٹر بھی مدعو تھے۔ انہوں نے بڑی حیرت سے

انکشاف کیا کہ گورنری کے زمانہ میں مجھے فائل سے علم ہوا کہ کن کن لوگوں، پارٹیوں، علماء اور گروہ کو روپیہ باہر سے آتا ہے۔ ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیا فرما رہے ہیں کہ روپیہ باہر سے آتا ہے۔ پھر مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے جیوٹی وی پر دیئے گئے جواب کی طرف ذہن جاتا ہے کہ ''دوست خیال کرتے ہیں''۔ حکیم سعید (شہید) کا یہ انکشاف کرنا تھا کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔

قائد کے سچے ساتھی مسٹر ایم اے ایچ اصفہانی ''قائدِ اعظم میری نظر میں'' ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ آپ صفحہ ۸ پر مسلم بنگال کا احیاء میں مسلم لیگ کے ایک اجلاس جون ۱۹۳۶ء میں بکی دروازے کے باہر میاں عبدالعزیز بیرسٹر کے مکان پر ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔ پہلا سیشن لاہور میں منعقد ہوا۔ یہ جلسہ بہت، اہم تھا۔ آسام کے عبدالمتین نے آل انڈیا مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے لئے طلب کیا۔ اس اجلاس میں عبد الرحمٰن صدیقی اور اصفہانی بنگال سے شریک ہوئے۔ باقی اجلاس نیڈو ہوٹل میں ہوئے مگر کم لوگ شریک ہوئے۔ بمبئی سے چند لوگ آئے۔ مدراس کی نمائندگی سید مرتضیٰ صاحب نے کی اور جمعیت العلماء کی مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد حسین مدنی نے کی۔ گویا چھتیس یا سینتیس آدمی بیرسٹر عبدالعزیز کے مکان لاہور پر اکٹھے ہوئے۔ الیکشن ۱۹۳۷ء کے بارے میں سوچا گیا اور جائزہ لیا گیا کہ مسلم لیگ جو نیم جان ہے، کس طرح اسے فعال کیا جائے تاکہ ۱۹۳۵ء کے ایکٹ حکومتِ انڈیا کے تحت الیکشن میں حصہ لیا جاسکے اور مسلمانوں کے مذہبی، سیاسی، اقتصادی، تعلیمی اور معاشرتی میدانوں میں مفادات کی حفاظت اور حمایت کی جائے۔ یہ بھی غور کیا گیا کہ مسلمانوں کی قابلِ رحم حالت اس لئے ہے کہ مسلمان منظم نہیں ہیں۔ سر ڈاکٹر علامہ محمد اقبال باجود اس کے کہ گلے میں خرابی تھی، کمزوری تھی پھر بھی وہ جلسے میں موجود تھے اور علامہ اقبال نے صورتحال کا جائزہ لیا۔ مسجد شہید گنج کی شورش کے نتیجہ میں بحث کے بعد بیان جاری کیا گیا۔ یہ جلسہ بڑا اہم تھا۔

تاہم ایک واقعہ مسٹر اصفہانی بیان کرتے ہیں جو مولانا مرغوب کی اور دارالعلوم دیوبند کی سیاسی حکمتِ عملی کی عکاسی کرتا ہے کہ ماضی میں بھی اس ادارہ کے سربراہ ایسے ہی تھے۔ مولانا مفتی کفایت اللہ اور حسین احمد مدنی نے پارلیمنٹری بورڈ میں تقریر کی اور قائدِ اعظم محمد علی جناح کی تائید کی اور مسلم لیگ کو مضبوط کرنے کی خوشنودی کا اظہار کیا لیکن آخری اجلاس میں ان دو عالموں نے ایک تجویز پیش کی کہ جماعت کی حیثیت سے مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے مؤثر پروپیگنڈا کی ضرورت ہوگی لہٰذا مدرسہ دیوبند اپنے تمام ذرائع لیگ کی خدمت میں پیش کرے گا بشرطیکہ پروپیگنڈا کا مسلم لیگ خرچہ برداشت کرے جس سے دیوبند مدرسہ چلتا ہے، اندازاً ۵۰ ہزار روپیہ درکار ہوں گے۔ ان علماء حضرات کو علم تھا کہ مسلم لیگ کی صندوقچی خالی ہے۔ لیگ کے پاس اتنے فنڈز نہ تھے اور انکار ہوگیا اور پھڈا ڈالنا پسند نہ کیا۔ لہٰذا محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ، مولانا حسین احمد مدنی اور مفتی کفایت اللہ کی مالی امداد کی شرط پر دارالعلوم دیوبند کے تبلیغ کے ذرائع سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ دونوں مولاناؤں کو مایوسی ہوئی اور وہ رفتہ رفتہ کانگریس کی طرف ڈھلتے گئے اور کانگریس پارٹی کے لئے پرچار کرنے لگے جو ان کے مالی تقاضے پوری کرسکتی تھی اور یہ لوگ، دیوبند کے عالم، دین کا پرچار کرنے والے مسلمانوں کی آزادی کی جدوجہد کے راستے میں حائل ہوگئے۔ یہ وہ حضرات تھے جنھوں نے ذاتی مفادات کو قوم کے مفادات پر مقدم رکھا اور تقسیم ہند پلان کے خلاف ہوگئے مگر محمد علی جناح نے بڑی محنت کی۔ صوبوں کا دورہ کیا مسلم لیگ بورڈ قائم کئے۔ مسلم لیگ کی تنظیم نو ہونے لگی اور یہ علماء بجائے سبز ہلالی پرچم کے کانگریسی ترنگے جھنڈے کے حفاظتی دستے بن گئے۔

اس واقعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ دیوبند کے بنیادی علماء نے بھی رقم کی خاطر کانگریس کا ساتھ دیا اور حقیقت سے انکار کیا۔ اب وہ فتویٰ دیتے ہیں کہ قائدِ اعظم محمد علی جناح متفقہ لیڈر آل انڈیا مسلم لیگ اور مسلم قومیت کا داعی، مسلمان نہیں تھا۔ وہ شخص جو مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے والا، ہند کے مسلمانوں کو غلامی سے چھڑانے

والا اور یہ کہنے والا کہ ہمارا خدا ایک، ہماری کتاب ایک، ہمارا رسول ایک، ہم ایک قوم ہیں، جو مسلمانوں کا خیر خواہ تھا، ہمدرد تھا وہ تو علمائے دیوبند کی نظر میں مسلمان نہیں، جو علماء ہندو کا ساتھ دیں، کانگریس کے لئے کام کریں، ایک ہندوستان کا نعرہ لگائیں، وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں، انہیں کہتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔

گویا مولانا شبیر احمد عثمانی اور ان کے دوسرے دیوبندی عثمانی رفقاء، مولانا عبد الحامد بدایونی، پیر صاحب آف مانکی شریف، پیر صاحب آف زکوٹی اور دیگر مسلمان غلط راستے پر تھے کیونکہ وہ جناح صاحب کا ساتھ دے رہے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ قائدِ اعظم نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔ میرا جواب ہے کہ قائدِ اعظم نماز پڑھتے تھے، سمجھ کر پڑھتے تھے، مدعا جانتے تھے۔ ان کی ہر میٹنگ، جلسہ، کاروائی تلاوتِ قرآن سے شروع ہوتی تھی۔ وہ اپنے آپ کو صرف مسلمان کہلانے پر فخر کرتے تھے۔ انہوں نے ایک بار صاف الفاظ میں کہا:

''میں مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہوں، مسلمان ہوں اور مسلمان ہی رہوں گا اور زندگی بھر مسلمانوں کے مفاد میں کام کرتا رہوں گا۔ میری خواہش ہے کہ مسلمان ہی مروں۔''

آزادی ہند کے مصنف مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب کے صفحہ ۳۶۰ پر رقمطراز ہیں:

مسٹر جناح کے دلائل وزنی تھے۔ ان کا یہ بیان گروپ بندی کے سلسلہ میں تھا۔ مسٹر جناح کا کہنا تھا، دستور ساز اسمبلی پلان کے ڈھانچے میں تبدیلی کرنے کی مجاز نہیں۔ گروپ بندی پلان کا یہ ایک حصہ ہے وغیرہ۔ گویا ابوالکلام آزاد قائد کی دلیل کی عزت کرتے تھے۔

ابوالکلام آزاد کہتے ہیں کہ ''یہ بھی غلط ہے مسلمانوں کا بڑا طبقہ مسٹر جناح کی پالیسی کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھتا ہے۔ مسٹر جناح کے مسلک اور خیال سے اختلاف رکھنے والا ایک گروہ تو بے شک مسلمانوں میں رہا اور اس گروہ کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہی۔ ان کا اشارہ دیوبند کی طرف تھا۔ لیکن ہندو اور مسلم رہنما بلا اختلاف جس چیز پر ہمیشہ متحد رہے وہ مسٹر جناح کا بے داغ کیریکٹر، ان کی دیانت فکر، اصابت رائے، بے لوثی اور ان کا دلیرانہ رویہ ہے۔

اس طرح ابوالکلام آزاد صاحب تاج محل ہوٹل بمبئی کا واقعہ اور نائیڈو سروجنی کے قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں خیالات کا ذکر کرتے ہیں۔ مسٹر جناح کا ذکر چل نکلا دفعتاً مسز سروجنی نائیڈو چپ ہوگئیں۔ ان پر سنجیدگی طاری ہوگئی۔ انہوں نے کہا:

''جناح کے بارے میں جو چاہو کہو لیکن یاد رکھو، یہی ایسا شخص ہے جو خریدا نہیں جا سکتا۔''

قائدِ اعظم کی اتنی قدر تھی کہ خاتون نے بمبئی کے گورنر لارڈ ولنگڈن کی ٹکٹ کا ذکر کیا۔ گاندھی جی قائدِ اعظم کا تعاقب کرنے لگے۔ اس وجہ سے جو مسلمان گاندھی کے عقیدت مند تھے وہ قائدِ اعظم کی عظمت کے قائل ہونے لگے۔ گاندھی جی نے مسٹر جناح کو اپنے خطوط میں قائدِ اعظم کے لقب سے لکھنا شروع کیا اور ہندو پریس نے اس لفظ کا استعمال کیا۔

گویا قائدِ اعظم کھرے اور بے لاگ مسلمان رہنما تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کی انفرادیت کو تسلیم کروایا۔ مسلمانوں کو حقِ خود ارادیت دلوایا اور اپنے مطالبہ میں بے لچک رہے اور بڑی مخالفت کے باجود تقسیمِ ہند کروائی۔ ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا کی سب سے بڑی مسلم ریاست حاصل کی جس کے وارث نالائق نکلے۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح عظیم انسان تھے۔ وہ سچے اور خالص مسلمان تھے۔ ان کو کسی فتویٰ کی ضرورت نہیں۔ ان کی تمام تقاریر میں مسلمانوں کے مفادات کا ذکر ہے۔ ان کے اقوال و فرمودات حوالوں کے ساتھ سالہا سال نوائے وقت کے صفحہ اول پر شائع ہو رہے ہیں، ان کا مطالعہ کریں۔ سبق سیکھیں اور ان جیسا مسلمان بننے کی کوشش کریں۔

اپنی تقریر ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء میں فرماتے ہیں: ہم تو ۱۳۰۰/سال پہلے کے آئین کو جانتے ہیں جو ہمارے محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دیا۔ ہم تو محمد ﷺ کے پیروکار ہیں۔ آپ نے ۱۸/اگست ۱۹۴۷ء کو قوم

کو جو پیغام پہلی عید پر دیا اور جو ۱۴/ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو عیدِ قربان پر دیا اور دیگر مواقع پر دیئے گئے بیان سے ان کے مسلمانی ذہن کی عکاسی ہوتی ہے۔ علماءِ دیوبند کو ان کے بیانات اور ذاتی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ ان کی نمازِ عید اور رمضان کی باتیں مسٹر ربانی ADC ٹو قائدِ اعظم میں درج ہے۔ آپ نے عید کی نماز ادا کی اور واپسی گورنر جنرل ہاؤس میں دوسرے راستہ سے آئے کہ سنتِ نبوی ہے اور اپنے اسٹاف سے پوچھا کہ کتنے روزے رکھے ہیں؟ ان کا عمل سچے مسلمان کا تھا۔ مولانا مرغوب نے اپنے اسلافِ دیوبند کی طرح کانگریس کا مال کھانے کے لئے ایسا بیان دیا، شرم کی بات ہے۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مسلمانانِ ہند کو اپنے علمی، سیاسی اور مذہبی دلائل ایسے پیرائے میں دیئے کہ کانگریس اور اور انگریزوں کی چال کو صاف صاف بیان کیا۔ لہٰذا لوگ مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہونے لگے اور فخر کرنے لگے کہ نیشنلسٹ مسلمانوں کی ترغیب سے چھٹکارا میسر آیا اور مسلم لیگ کے کارناموں کو ترجیح دینے لگے اور اب واضح ہوتا گیا کہ کون مسلمان لیڈر ایمان کے ساتھ ہے اور جناح صاحب مقبول ہوتے گئے۔ ہند کے مسلمانوں نے خسارے کی جماعت کو ترک کیا، ''مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ'' کی شان میں اضافہ ہونے لگا۔ بات یہ تھی کہ محمد علی جناح سچا اور مسلمانوں کا صحیح لیڈر تھا۔ وہ اعلیٰ درجہ کا بلیغ و فصیح تھا اور مسلمانوں کی خراب اور خستہ حالت کو بدلنا چاہتا تھا اور اللہ نے مہربانی فرمائی، آزادی نصیب ہوئی۔ اب یہ لوگ خالص رہنما کو غیر مسلمان قرار دینے لگے جو مسلمانوں کے قافلہ کو خوابِ غفلت سے جگا رہا تھا، دینِ اسلام کی خاطر ایک مٹھی کی طرح مسلمانوں کی رہنمائی کر رہا تھا، وہ مسلمان نہیں اور جو کانگریس کا مال کھا رہے ہیں، ہندو کا ساتھ دے رہے ہیں، وہ مسلمان ہیں۔ پھر شراب کی تہمت لگائی۔

آفتاب احمد ''قائدِ اعظم۔ چند باتیں، چند ملاقاتیں'' صفحہ نمبر ۵۴ میں مجیب الرحمٰن شامی کے حوالے سے میجر جنرل اکبر خان سے ملاقات کا یوں ذکر کرتے ہیں: ''زیارت کے مقام پر کرنل الٰہی بخش نے سانس اور پھیپھڑوں کے مرض کو کم کرنے کے لئے وہسکی شراب کے چند قطرے دوائی کے طور پر قائدِ اعظم کے لئے تجویز کئے تو قائدِ اعظم نے سختی سے انکار کر دیا اور فرمایا:

''مجھے اب مرنا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے حضور شراب کا منہ لے کر نہیں جانا چاہتا۔''

مزید وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نے کشمیر کے کچھ علاقے فتح کئے، ایک مقتدر شخص مبارک دینے کے لئے شراب لے آئے۔ جب فوجی جوانوں کو علم ہوا تو شراب پکڑ کر دریا میں بہادی، وہ صاحب غصہ کرنے لگے تو ہم نے بتایا قائدِ اعظم کا حکم ہے، شراب بند ہے اور فوجیوں کے میس میں شراب پینے کی ممانعت کر دی گئی۔ لہٰذا شراب والی بات ختم۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح کے مسلمان ہونے کے لئے علماءِ کرام کو نئی کتاب ''اسلام کا سفیر'' جس کا پیش لفظ محترم مجید نظامی صاحب نے تحریر کیا ادارۂ علم و عرفان ۳۴ اردو بازار لاہور نے شائع کی۔ اس میں ''قائدِ اعظم اور اسلام'' از محمد حنیف شاہد پڑھ لیں۔ آپ پر واضح ہو جائے گا کہ علمائے کرام نے قائدِ اعظم کے ساتھ کیا گفتگو کی اور مولانا اشرف علی تھانوی نے کیا اثر لیا۔ اس کتاب میں راقم نے صفحہ ۱۸۲ پر قائدِ اعظم کی قرآن شریف سے محبت تحریر کیا اور قائدِ اعظم کی رسول اللہ ﷺ سے عقیدت تحریر صفحہ ۱۳۵ پر ہے۔

علماءِ کرام بلکہ ہر آدمی قائدِ اعظم کی زندگی کو جاننے کے لئے مطالعہ کرے کہ کس طرح انہوں نے ہندوستان کے تمام مکاتبِ فکر کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ اگر ایسا مجاہدِ اسلام مسلمان نہیں تو پھر کون مسلمان ہے؟ محمد علی جناح یا ہندو اور بھارت کا نسل در نسل مستقل وظیفہ خوار؟

دینی، تحقیقی وملّی خبریں

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی نعت نگاری

ماہِ اکتوبر کے آغاز میں حلقۂ تصنیف ادب نے رمضان المبارک کے حوالے سے اپنا پروگرام ترتیب دیا اور یہ پروگرام تھا مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی نعت نگاری کے حوالے سے۔ نوجوان احمد حماد نے انتقادِ نعت کے عنوان پر مضمون پڑھا اور بڑی عمدگی سے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی نعت پر تبصرہ کیا اور نعت کے حوالے سے کچھ تنقیدی اصول و ضوابط کی بات کی۔ اس مضمون کے حوالے سے بھرپور گفتگو ہوئی جس میں ڈاکٹر ضیاء الحسن رشید مصباح، زاہد ہما، زاہد حسن، پروفیسر عاشق رحیل، گلزار حسین، افضال انجم، جاوید قاسم، علی سجاد رانا اور اشرف سلیم نے گفتگو میں حصہ لیا اور احمد حماد کے مضمون کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

(بحوالہ روزنامہ ''جنگ'' لاہور۔ ۷/ اکتوبر ۲۰۰۵ء ادبی ایڈیشن)

شہر ناسک میں جشنِ امام احمد رضا

دارالعلوم اہلِ سنت شاہی مسجد میں جشنِ امام احمد رضا دو نشستوں میں منعقد ہوا۔ پہلی نشست ۴/ اپریل بروز پیر بعد نماز عشاء منعقد کی گئی جس میں طلبہ دارالعلوم نے حصہ لیا۔ مقررِ خصوصی حضرت مولانا مفتی زبیر صاحب نے حیاتِ اعلیٰ حضرت پر خطاب فرمایا۔ خطیبِ شہر کی دعاؤں پر اختتام ہوا۔

دوسری نشست ۵/ اپریل بروز منگل بعد نمازِ ظہر منعقد کی گئی جس میں مقامی شعراء کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا مشتاق احمد قادری نے حیاتِ اعلیٰ حضرت پر روشنی ڈالی اور پھر ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر قل شریف بعدہٗ لنگر تقسیم کیا گیا۔ پروگرام کی صدارت حافظ منیر الدین صاحب، خطیب شہر الحاج یونس رضوی صاحب سیکریٹری دارالعلوم اہلِ سنت نے فرمائی جبکہ نظامت کے فرائض مولانا محبوب عالم صاحب رضوی انجام دے رہے تھے۔ دیگر شرکاء حسبِ ذیل تھے: علامہ رحمت اللہ مصباحی، مفتی عبد السمیع، علامہ وافق رضوی، مولانا عبد الرحمٰن اشرفی، حافظ عبد الجبار صاحب، قاری رئیس احمد، حافظ توقیر رضا، مولانا شبیر، مولانا عبد الودود صاحب، ان کے علاوہ ائمہ ناسک تھے۔

(رپورٹ: محمد تنویر عالم مصباحی، بحوالہ ماہنامہ اشرفیہ۔ جولائی ۲۰۰۵ء)

☆☆☆☆☆

ماہِ رواں میں وصول ہونے والی کتب کی فہرست

ترتیب: وزیر احمد شان القادری

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف/مولف/مترجم	صفحات	قیمت	پبلشر/ناشر
۱۔	نصابِ تعلیم برائے درجاتِ عالیہ	ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم	۱۹۲	۵۰ روپے	جامعہ ہمدرد، نئی دہلی
۲۔	مدالابصار (اردو) ترجمہ و تشریح جدالممتار عربی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں، مترجم: غلام یٰسین امجدی اعظمی	۱۰۰	۸۰ روپے	مکتبۂ ماجد الازھری، دارالعلوم قادریہ رضویہ، ملیر سعود آباد، کراچی
۳۔	Mystics and the Monarchs	سید انور علی	۲۶۸	درج نہیں	سید پبلی کیشنز، کراچی، پاکستان
۴۔	مجدد الفِ ثانی اور امام احمد رضا بریلوی	پروفیسر غلام مصطفیٰ مجددی	۳۹۵	۱۱۰	رضا دارالاشاعت، جامع مسجد رضا، چاہ میراں، لاہور
۵۔	امام احمد رضا اور مولانا ابو الکلام آزاد کے افکار	ڈاکٹر سید جمال الدین/ ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم	۱۲۸	۳۰ روپے	مرکزی بزمِ رضا، ۵۵۵ پیرانی پاڑہ، شانتی نگر، دوڑ بھیونڈی تھانے، انڈیا
۶۔	فاضل بریلوی اور ترکِ موالات	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۸۰	درج نہیں	ادارۂ مسعودیہ، ۵، ۲/۶، ای، ناظم آباد، کراچی
۷۔	ردِّ فلسفہ قدیمہ	امام احمد رضا محدثِ بریلوی	۱۳۹	درج نہیں	ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (اسلام آباد برانچ)
۸۔	تنقیدات و تعاقبات	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۳۳۶	درج نہیں	مکتبۂ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور
۹۔	ردِّ مرزائیت	امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۱۹	دعائے خیر	مصطفیٰ فاؤنڈیشن، ۱۶۱/ فاروق کالونی، والٹن روڈ، لاہور
۱۰۔	کلیاتِ مکاتیبِ رضا (جلد اول)	ڈاکٹر شمس مصباحی پورنوری	۴۰۰	۱۰۰/ روپے	دارالعلوم قادریہ صابریہ برکاتِ رضا کلیر شریف، انڈیا
۱۱۔	امام احمد رضا اور علمائے بلوچستان	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	۶۴	دعائے خیر	بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ، لاہور
۱۲۔	اہمیت زکوٰۃ و فوائد صدقات	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں	۴۷	درج نہیں	المجمع الاسلامی، مبارکپور، اعظم گڑھ، انڈیا
۱۳۔	پانی اور تحقیقاتِ رضوی	مفتی محمد اختر حسین قادری	۳۲	۸ روپے	کتب خانہ امجدیہ، دہلی، انڈیا
۱۴۔	لفظ اعلیٰ حضرت کا استعمال	شکیل الرحمٰن نظامی مصباحی	۵۹	درج نہیں	مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا چھاتا، کبیر نگر، یوپی۔ انڈیا
۱۵۔	تنقیدِ معجزات کا علمی محاسبہ	مولانا محمد احمد مصباحی	۱۷۶	درج نہیں	المجمع الاسلامی، مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

رضا کی ادویات ۔ بے مثل خصوصیات

رضا کی دیگر مؤثر ادویات میں سے چند ایک نظر میں

نام دوا	قیمت	فوائد و استعمالات
انرجیک سیرپ ENERGIC Syrup	75/=	اعضائے رئیسہ [illegible] (دل، دماغ، جگر) کی حفاظت کرتا ہے۔ جسم کو خون [illegible] ضائع شدہ توانائی بحال کرتا ہے۔
کف کل سیرپ COUGHKIL Syrup	30/=	[illegible] کھانسی، شدید کھانسی، دورے والی کھانسی، دمہ اور امراض سینہ میں بے حد مفید ہے۔
لیور جک سیرپ LIVERGIC Syrup	50/=	[illegible] یرقان [illegible] ہیپاٹائٹس، جگر کا بڑھ جانا، جگر کا سکڑ جانا، ورم پتہ، [illegible] ہاتھ پاؤں کی جلن میں مفید ہے۔
پیورفک سیرپ PURIFIC Syrup	45/=	[illegible] دانے، پھوڑے پھنسیاں، خارش، [illegible] میں مفید ہے۔ اعلیٰ مصفّی خون ہے۔
گائنوجیک سیرپ GYNOGIC Syrup	110/=	[illegible] عادتی اسقاط حمل، اٹھرا، کمر درد اور [illegible] امراض نسوانی میں اکسیر ہے۔
لیکورک کیپسولز LIKORIC Capsuls	90/=	[illegible] (لیکوریا) [illegible] کی مؤثر دوا ہے۔ اندام نہانی کے ورم اور سوزش [illegible] متعلقات رحم کو تقویت دیتے ہیں۔
عرق جگر ARQ-E-JIGAR	60/=	جگر [illegible] ورم جگر، جلندھر، ہیپاٹائٹس کی جملہ اقسام میں [illegible] حیرت انگیز نتائج کا حامل ہے۔
شربت بادام SHARBAT-E-BADAM	110/=	دماغ کو طاقت دیتا [illegible] تسکین دیتا ہے، سینہ و طبیعت کو نرم کرتا ہے۔
دافع جریان کورس DAF-E-JIRYAN Course	300/=	کثرت احتلام، جریان، سرعت انزال، ذکاوت حس اکسیر ہے۔
روزک سیرپ ROSIC Syrup	150/=	[illegible] ہاضمے کے عمل کو بہتر بناتا ہے۔ جگر اور اعصاب کو طاقت دیتا ہے۔ خواتین کے لئے بہترین ٹانک ہے۔ زچہ و بچہ [illegible]
کڈ ٹانک سیرپ [illegible]	[illegible]	[illegible] زکام، بخار اور گلے [illegible] طاقت دیتا [illegible] خون کی کمی اور [illegible]
کشش (بریسٹ کریم) KASHISH Breast Cream	150/=	اکثر خواتین [illegible] کے بعد نسوانی خوبصورتی کھو دیتی ہیں۔ کشش (بریسٹ کریم) [illegible] خوبصورت اور پُرکشش بناتی ہے۔

[illegible] میڈیکل [illegible] اپنے شہر، قصبے اور گاؤں میں رضا لیبارٹریز کی مایہ ناز [illegible] ادویات کی فرنچائز مارکیٹنگ کے لئے رابطہ فرمائیں۔ [illegible] ایڈورٹائزنگ اور پبلسٹی بذمہ کمپنی۔

ZAIGHAM ENTERPRISES

Distributer & Promoter of Medicine & General Items

F.U. 61-63, Dildar Shopping Center, Near Empress Market, Saddar, Karachi.

Ph. & Fax: 021-5219633 Cell: 0333-2166710, E-Mail:raza_lab@yahoo.com

Regional Office: Main Bazar Sheikhupura. Ph.# 056-3091247

Monthly **"Ma'arif-e-Raza"** Karachi

پیغامِ رضا امّتِ مسلمہ کے نام!

فروغِ تعلیم اور امتِ مسلمہ کے کامیاب مستقبل کے لئے

امام احمد رضا کا دس نکاتی پروگرام

۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں،

۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں،

۳۔ مُدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں،

۴۔ طبائعِ طلبہ کی جانچ ہو، جس کے کام کو زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے،

۵۔ ان میں جو تیار ہو جائیں، تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و مناظرتاً اشاعتِ دین و مذہب کریں،

۶۔ حمایتِ مذہب و ردِّ بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں،

۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں،

۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں، جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں
آپ سرکوبیٔ اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں،

۹۔ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف دے کر فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں
انہیں مہارت ہو، لگائے جائیں،

۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں جو وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت
روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں،

حدیث کا ارشاد ہے کہ: ''آخر زمانے میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا''

اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔

﴿فتاویٰ رضویہ (قدیم) جلد نمبر ۱۲، صفحہ ۱۳۳﴾